188823

UNIVERSAL LIBRARY

OU_188823

UNIVERSAL LIBRARY

جملہ حقوق محفوظ

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

1273

مزاراتِ اولیائے دہلی

حصہ اول

مؤلفہ

جناب مولوی محمد عالم شاہ صاحب فریدی دہلوی

سنہ ۱۳۳۰ ہجری

منشی عبد الرحیم کے

جان جہان پریس دہلی میں چھپا

بار اول

قیمت ۶ر

اولیاء
مزارات دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذرہ مین قمر کی ہو ضیا مشکل ہے
قطرہ مین ہو یم جلوہ نما مشکل ہے
تحمید خدا نعت رسول عربی
اور مجھسے ہو تحریر بھلا مشکل ہے

اگرچہ اولیا اللہ کے حالات سے ہزاروں کتابیں بھری پڑی ہیں مگر جبتک آدمی اُن سب کا مطالعہ کر کے بہت سا وقت صرف نکرے جملہ اولیاء دہلی کا پتہ لگنا مشکل ہے اور خاصکر سیاحوں زائروں کو تو خاص مزارات کا ملنا ہی خارج از امکان ہے۔ جسکے حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) اولیا اللہ کے حالات میں جس قدر کتابیں اس وقت تک لکھی گئی ہیں اُنمیں کوئی کتاب ایسی نہیں جسمیں دہلی کے تمام اولیاء اللہ کے حالات یکجا جمع ہوں اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ جس بزرگ کے حال کو ہم پڑھ رہے ہون یا مزار کی زیارت کر رہے ہوں۔ اُسکے آگے اُسی بزرگ کا حال ہو جسکا مزار آئندہ ہے۔ سیر الاولیا محض خاندان چشتیہ کے اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی گئی۔ جملہ اولیاء دہلی کے حالات نہیں لکھے گئے۔ گو انکی وفات یا اس سے پہلے موجود ہوں۔ اخبار الاخیار میں تمام اولیاء ہند کا ذکر ہے مگر اسمیں بھی بعض اولیاء دہلی کا مطلق ذکر نہیں باوجودیکہ وہ نہایت مشہور ہوئے ہیں۔ مثلاً شہاب الدین امام خلیفہ حضرت سلطان المشایخ

اور اُنکے صاحبزادہ و خلیفہ شیخ رکن الدین دہلوی کا مطلق ذکر نہیں۔
درحالیکہ مسعود بک خلیفہ رکن الدین دہلوی کا مفصل ذکر ہے اور ان
تینوں بزرگوں کے مزارات برابر برابر ہیں۔ اسیطرح مخدوم شیخ حمید رخ
ملک سید الحجاب کا مطلق ذکر نہیں۔ مولانا مجدالدین کے ذکر میں لکھا
ہے کہ لوگ ایام تشریق میں مقام قطب صاحب جمع ہوتے ہیں اور اسکو
ختم ملا مجدالدین کہتے ہیں مگر پتہ مزار کا درج نہیں۔

(۲) کتب مروجہ میں جو پتے مزارات کے لکھے ہیں وہ بہت مجمل و مختصر
ہیں۔ علاوہ ازیں اکثر مقاموں کے نام بدل گئے اکثر معدوم ہو گئے۔ مثلاً
سیر الاولیا میں شہاب الدین امام کا مزار فناء دہلی میں لکھا ہے۔ اور
اخبار الاخیار میں مزار مسعود بک کا لاڈو سرائے میں برابر پیر خود۔ بی بی
فاطمہ سام کا مزار سیر الاولیاء میں حوالیٔ اندرپت لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار
میں نزدیک دروازہ نخاس دہلی خرابہ میں۔ شیخ ترک بیابانی معروف
شاہ ترکمان بیابانی کا مزار نزدیک قلعہ دہلی جانب فیروزآباد لکھا ہے
لیکن کسی قلعہ کا نام نہیں نہ فیروزآباد کا اب نشان رہا۔ شیخ عبدالعزیز
شکربار کی نسبت لکھا ہے کہ ان کا مزار اُنکی خانقاہ میں ہے مگر پتہ خانقاہ
کا نہیں۔ سید عبدالاول کا مزار قلعہ دہلی میں لکھا ہے مگر نام قلعہ و سمت
درج نہیں۔ شیخ نظام الدین کا مزار شہر دہلی علائی میں لکھا ہے مگر اب
عام طور پر اس شہر کی حدود کوئی جانتا ہے علاوہ ازیں شہر میں سمت و رخ
معلوم ہونا چاہیئے وغیرہ وغیرہ

(۳) بوجوہات بالا معدودے چند لوگوں کو خاص خاص مزارات سے واقفیت تھی کوئی ایک شخص جملہ مزارات دہلی سے واقف نہ تھا جس سے اندیشہ تھا کہ یہ مزارات بھی لاپتہ ہو جائیں اسلئے جملہ واقفین کی واقفیت کا مجموعہ ہونا چاہیے تھا جس سے ہر شخص بآسانی سب مزارات پر پہنچ سکے۔

(۴) اکثر خدام غلط پتا اور غلط نام بتا دیتے تھے جس سے ناواقف آدمی کو غلط فہمی اور دھوکہ ہوتا تھا چنانچہ راقم کو بھی بمقام قطب صاحب مزار شیخ جلال الدین تبریزی عقب عیدگاہ شمسی بتایا گیا جسطرح کہ شہزادہ محمد اختر صاحب گورگانی کو بتایا گیا تھا اور اُنھوں نے تذکرۃ الفقرا میں چھپوا دیا حالانکہ یہ مزار بنگالہ میں ہے۔ علی ہذا مزار نجم الدین کبری متصل مزار نجم الدین صغری بتایا گیا جو کسی کتاب سے ثابت نہیں۔ اسیطرح درگاہ سلطان المشایخ میں راقم کو مزار سید فیروز گھی کا زیر ستون جو درخت کھرنی میں لگا رکھا ہے بتایا گیا۔ اور یہی تذکرۃ الفقرا میں زیر گھڑیال ہونا چھپوا گیا ہے درحالیکہ آپکا مزار دیوگر میں ہے وغیرہ وغیرہ

پس اِن وجوہ سے میں نے ارادہ کیا کہ کوئی ایسا مختصر رسالہ لکھا جائے جس سے یہ تمام شکاتیں رفع ہو جائیں اور دہلی کے سب مزارات آئینہ ہو جائیں اور جو کچھ ناموں یا مقاموں میں تغیرات ہوئے ہیں وہ بھی معلوم ہو جائیں بلکہ حتی الامکان اُنکے سِنین وفات اور ہمعہد بادشاہوں کے بھی نام آجائیں اور تمام اولیاء اللہ آسودگان دہلی کے حالات یکجا بلحاظ موقع درج ہوں تمام کتب سیر و تواریخ و ملفوظات و

تذکرۃ الاولیاء وغیرہ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے۔ اور ان کتابوں کے مطالعہ کے باوجود بھی جو باتیں رہگئی ہوں وہ اس مختصر رسالہ میں ملجائیں۔

اس رسالہ میں دیگر کتب کا محض اقتباس ہی نہیں بلکہ نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ خود مزارات پر پہنچکر اسمیں اندراج کیا گیا ہے اور جن بزرگوں کے مزارات راقم کو نہیں ملسکے اُنکو برائے نام اسمیں درج نہیں کیا گیا اور حتی الامکان تقریبًا سبکے سنین وفات نہایت تلاش و تحقیق سے درج کئے گئے۔ نیز مثل کتب شایع شدہ دیگر بزرگوں کے تذکرے کے ضمن میں اپنے خاندان۔ آبا و اجداد یا پیران طریقت کے حالات کا اندراج بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا اور جملہ بزرگان دین کے حالات بے کم و کاست بلا کسی خصوصیت و رجحان قلبی کے درج کئے گئے۔ سوائے اسکے کہ کسی کے حالات ہمکو پورے نہ ملسکے ہوں۔ بنابریں ہمارا یہ کہنا بجا ہوگا کہ رسالہ بحیثیت موجودہ فی زماننا جملہ کتب تالیف شدہ و شایع شدہ سے بدرجہ اولیٰ مفید و فائق ہے۔ اور عامہ مسلمین و خاصہ متصوفین کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ باقی۔ کار دنیا کسے تمام نکرد +

رسالہ ہذا دو حصوں پر منقسم ہے **حصہ اول** میں مزارات دہلی کہنہ مع مضافات درج ہیں اور **حصہ دوم** میں مزاراتِ دہلی شاہجہان آباد مع ملحقات اور اس رسالہ کے مضامین کتب مندرجہ ذیل سے اخذ کئے گئے ہیں لہٰذا جہاں کہیں اسمیں شبہہ ہو ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

انیس الارواح ۔ دلیل العارفین ۔ اسرار الاولیا ۔ راحت القلوب فوائد الفواد ۔ سیر الاولیا ۔ سیر العارفین ۔ اخبار الاخیار نفحات الانس روضۂ اقطاب ۔ کلمات الصادقین ۔ مطلوب الطالبین خزینۃ الاصفیا تواریخ مشایخ چشتیہ ۔ تاریخ فیروزشاہی ۔ تاریخ فرشتہ ۔ تاریخ مرأت آفتاب نما ۔ تاریخ سیر المتاخرین ۔ آثار الصنادید ہفت قلزم یادگار دہلی ۔

حصۂ اوّل

شیخ عبد العزیز شکربار رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں ۔ جونپور میں پیدا ہوئے ڈیڑھ برس کے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دہلی تشریف لائے ۔ قاضی یوسف ناصحی کے مرید و خلیفہ ہیں ۔ نہایت بزرگ شریعت و طریقت و حقیقت کے عالم تھے اور بچپن سے ہی عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے تھے یہانتک کہ شیخ وقت ہوئے ۔ آپ نے کوئی ورد وظیفہ جو شروع عمر سے اختیار کیا تھا آخر عمر تک نہ چھوڑا ۔ آپ اتباع مشایخ اور اُنکے قواعد پر عمل کرنے میں یکتائے زمانہ تھے ۔ اور تواضع و حلم و صبر و رضا و تسلیم و خلق و ارشاد اور فقرا کی اعانت کرنے میں آپکی نظیر نہ تھی ۔ آپ سماع سنتے تھے اور وجد

بھی ذوق حال میں تھے۔ اس آیت پر آپ کا خاتمہ ہوا فَسُبْحَانَ الَّذِیْ
بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ؕ۔ یادگار دہلی میں لکھا ہے
کہ آپ نے بہت سے بزرگوں سے فیض پایا ہے۔ اور خواجہ باقی باللہ
جیسے مقتدا بزرگوں نے آپکی مزار کی جاروب کشی کی ہے۔ آپ نے بزمانہ
جلال الدین اکبر شاہ ۹۷۵ھ ہجری میں بہتر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔
مولف یادگار دہلی کا قیاس ہے کہ آپکے مزار کے قریب جو دو قبریں ہیں غالباً
شیخ رفیع الدین محمد و وجیہ الدین کی ہونگی۔ آپ کے صاحبزادہ مولانا قطب عالم[۵۵]
آپکے جانشین ہوئے ہیں۔

شیخ جاءاللہ شیخ عبد العزیز شکربار کے خلفا میں سب سے بڑے اور جانشین
تھے۔ دوسرے خلیفہ شیخ عبد الغنی بدایونی تھے اسی مسجد میں مشغول عبادت
رہتے تھے جہاں مزار شیخ شکربار کا ہے۔ لقب شکربار کی وجہ تسمیہ کسی
کتاب میں نظر نہیں آئی۔ آپکے مزار کے بائیں ذرا الگ کچی قبر مولانا مملوک
علی نانوتوی کی ہے جو مولانا رشید الدین خاں کے ارشد تلامذہ میں سے
اور مولانا محمد یعقوب صاحب مدرس دیوبند کے والد تھے۔ مزار حضرت شکربار
بیرون دہلی دروازہ مہندیوں سے اس طرف مسجد افغاناں میں ہے۔

[۵۵] مولانا قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نہایت عالم و فاضل متقی پرہیزگار خوش اخلاق و پسندیدہ صفات تھے اور اپنے والد کے جانشین ہوئے ہیں۔ یادگار دہلی میں آپ کا مزار اس مسجد کے پیچھے لکھا ہے جس میں آپ کے والد کا مزار لکھا ہے مگر اب یہ تحقیق نہیں کہ کس کو نسی قبر ہے۔ مولانا قطب عالم کے صاحبزادہ شیخ رفیع الدین محمد تھے جن کی صاحبزادیاں شیخ وجیہ الدین جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہم سے منسوب تھیں۔ مولف

مولانا شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد مولانا شیخ وجیہ الدین علیہ الرحمنۃ بزمانہ شاہجہاں بادشاہ دہلی تشریف لائے تھے۔ مولانا شیخ وجیہ الدین کے انتقال کے بعد شاہ صاحب نے مدرسہ جاری کیا۔ تمام دن قرآن و حدیث کا درس دیتے رات کو طالبانِ خدا کی توجہ دہی اور سلوک طے کرانے میں مصروف رہتے دور دراز ملکوں کے لوگ حاضر ہو کر مستفید علم ظاہری و باطنی ہوتے آپکی نسبت اسقدر قوی تھی کہ ہزاروں آدمیوں پر یکساں اثر پڑتا تھا مجالس رسول کریم صلعم میں شامل ہوتے تھے اور جلوت میں خلوت نصیب رہتے تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے بڑے بھائی شیخ ابوالرضا اور مولانا میر محمد زاہد ہروی ابن قاضی اسلم سے اور علم تصوف خواجہ خرد ابن و خلیفہ خواجہ محمد باقی رحمنۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور بہت سے مشایخ سے فیض پایا۔ اور خرقہ خلافت پہنا ہے۔ چنانچہ علاوہ خواجہ خرد کے حافظ قاری سید عبداللہ علیہ الرحمہ سے جو ہمصحبت شیخ آدم بالنوری تھے اور ابوالقاسم اکبرآبادی علیہ الرحمہ سے جو ملا ولی محمد خلیفہ میر ابوالعلی اکبرآبادی کے ہمصحبت تھے فیض پایا۔ آپ نے بزمانہ فرخ سیر معہ سال ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار شیخ عبدالعزیز شکر بار سے آگے ایک چار دیواری میں چبوترہ پر ہے اور یہ مقام مہندیاں کہلاتا ہے جہیں آپ کے صاحبزادہ اور پوتوں کے مزار ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ

آپ علمائے عظام و فضلائے ذوالکرام کے زمرہ میں ہیں۔ علم و فضل تقویٰ و پرہیزگاری میں بڑا رتبہ رکھتے تھے۔ آپ مولانا شاہ عبدالرحیم کے فرزند ارجمند و شاگرد و خلیفہ و جانشین ہیں۔ ۱۶ برس کی عمر تھی۔ جب آپکے والد صاحب کا انتقال ہوا۔ تمام عمر مثل والد بزرگوار درس تدریس کرتے رہے۔ عجیب عجیب کتابیں تصنیف کیں۔ آپکی طبیعت میں اجتہادی قوت تھی نکات عجیب پیدا کئے۔ استاد مسلم الثبوت مانے گئے۔ اور موافق و مخالف سب آپکی سند پکڑنے لگے۔ آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے اور وہاں کے علماء و مشایخ سے صحبتیں رہیں۔ شیخ ابوطاہر مدنی قدس سرہٗ اور دیگر مشایخ مشہور عرب سے سندیں حدیث کی حاصل کیں اور بہت سے بزرگوں سے خرقۂ خلافت پہنا۔ بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس زمانہ میں آپکی ذات سے حدیث کو فروغ ہوا۔ اطراف ہندوستان سے لوگ آکر پڑھنے لگے۔ اور پرانی دلی دارالحدیث بنگئی۔ محمد شاہ بادشاہ نے آپکو شاہ جہان آباد میں بلایا اور مکان رہنے کو عطا کیا۔ جب سے آپ یہاں رہنے لگے ۶۳ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی ۱۱۷۶ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے۔ مولانا شاہ محمد عاشق اور مولانا خواجہ امین اللہ آپکے خلفا میں ہوئے ہیں۔ آپکی تفسیر فتح الرحمن مشہور ہے اور اس زمانہ میں ایک کتاب حجۃ اللہ البالغہ دارالعلوم مصر میں

منتخب و پسند ہوکر داخل تعلیم کی گئی ہے

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح

آپ امام المحدثین و مقتدائے مفسرین تھے اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث کے فرزند اکبر۔ علم عمل فہم فراست۔ حافظہ۔ تحریر و تقریر۔ تقویٰ و طہارت امانت و دیانت میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے اور اُنکے خلیفہ اعظم مولانا شاہ محمد عاشق و مولانا خواجہ امین اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ سند حدیث اپنے والد ماجد سے حاصل کی آپ دن کو پڑھاتے اور رات کو توجہ دہی میں مصروف رہتے۔ ظاہری و باطنی دونوں فیض جاری رہے۔ بیشمار لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔

مولانا سید احمد صاحب بریلوی شہید۔ مولانا سلامت اللہ صاحب کانپوری آپکے خلفا میں سے ہیں۔ اور مولانا رشید الدین خانصاحب دہلوی و مولانا حسن علی صاحب لکھنوی وغیرہ مستند علما جیسے صدہا شاگرد ہیں ۸۰ برس کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۹ ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے۔ آپ نے بہت سے رسایل لکھے ہیں تفسیر عزیزی لکھنی شروع کی مگر ناتمام رہی۔ تحفہ اثنا عشریہ مشہور عام ہے

مولانا شاہ رفیع الدین رح

آپ شاہ عبد العزیز کے منجھلے بھائی ہیں۔ عالم با عمل یگانہ روزگار تھے

سند حدیث اپنے والد بزرگوار اور آنکے خلیفہ اعظم شاہ محمد عاشق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھی جس وقت شاہ عبد العزیز صاحب ضعیف ہوگئے تو تدریس کا سلسلہ آپکی ذات سے جاری رہا۔ اکثر رسایل تصنیف ہیں ترجمہ اردو قرآن آپکی یادگار ہے۔ آپ نے بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۲ ہجری میں انتقال فرمایا اور قریب مرقد اپنے بھائی کے مدفون ہوئے +

مولانا شاہ عبد القادر رح

آپ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے بھائی ہیں۔ عالم فاضل فقیہ و متوکل مستغنی المزاج۔ دنیا سے نفور محافل و مجامع سے دور رہتے حدیث و تفسیر میں بڑا درجہ تھا۔ آپ نے بعد تحصیل علم تمام عمر مسجد اکبری کے حجرے میں بسر کردی۔ شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ اسی لیئے تصنیف کی طرف بھی چنداں التفات نہیں کیا۔

آپکو شاہ عبد العدل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ ہمعصر خواجہ محمد ناصر سے تھے۔

آپکے بہت مرید و متعدد خلیفہ تھے آپ نے ۶۳ سال کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۳۰ہ ہجری میں انتقال فرمایا اور برابر شاہ رفیع الدین کے دفن ہوئے

مولانا شاہ عبد الغنی رح

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز کے چھوٹے بھائی ہیں اتباع شریعت میں بے نظیر اہلِ دنیا سے نفور تھے وضع۔ لباس۔ خلق اپنے والد بزرگوار کی طرح رکھتے تھے۔ حدیث تفسیر اپنے دونوں بڑے بھائی شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالعزیز صاحب سے حاصل کی تھی۔ ۷۵ برس کی عمر میں بزمانہ اکبر شاہ ثانی ۱۲۴۳ھ میں رحلت فرمائی اور برابر اپنے بھائی کے دفن ہوئے

مولانا سیّد محبوب علیؒ

آپ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ اور اعاظم خلفاء سے ہیں۔ آپ نے ۱۲۸۰ہجری انتقال فرمایا اور چونسٹھ کھمبہ بیرون ترکمان دروازہ بوچڑخانہ سے آگے سڑک کے بائیں طرف آپکا مزار ہے

خواجہ ناصر رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید صحیح النسب ہیں شاہ گلشن رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شعر گوئی کا بھی شوق رکھتے تھے اور عندلیب تخلص کرتے تھے۔ نالہ عندلیب آپکی تصنیف ہے آپکا سنہ میں انتقال ہوا اور ترکمان دروازہ سے باہر چونسٹھ کھمبہ سے آگے سر راہ سے دائیں جانب گوشہ جنوبی و مغربی میں آپ کا مزار ہے دور سے مسجد نظر آتی ہے۔ یہ مقام باغیچی خواجہ میر درد مشہور ہے مگر اب درخت نہیں ہے۔

خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ ناصر کے صاحبزادہ ہیں۔ ظاہر و باطن دونوں علموں میں کمال تھا۔ اپنے والد ماجد کے مرید و جانشین تھے۔ نالہ عندلیب کی مبسوط شرح لکھی علم الکتاب نام رکھا۔ نالہ و آہِ سرد۔ درد دل۔ شمع محفل کتابیں تصنیف کیں ۶۶ برس کی عمر میں بزمانہ شاہ عالم ثانی سنہ ۱۱۹۹ ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے والد کے برابر مدفون ہوئے +

خواجہ میر اثر رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ میر درد کے چھوٹے بھائی اور انھیں کے مرید ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں +

از بسکہ غلامِ خواجۂ میرم اثر — زیر اقدام خواجہ میرم اثر
از رحمتِ حق زندۂ جاوید شوم — ہر گاہ بنامِ خواجہ میرم اثر

یہ رُباعی آپ کے لوحِ مزار پر کندہ ہے۔ آپ نے سنہ میں انتقال فرمایا اور اپنے بھائی کے برابر مدفون ہوئے۔

خواجہ ناصر وزیر رح

آپ خواجہ میر درد کے نواسہ کی اولاد میں ہیں اول حاجی دوست محمد سے بیعت ہوئے پھر شاہ عبدالرشید نقشبندی مجددی ابن شاہ احمد سعید

صاحب سے مرید ہوئے اور ایک سال سے زیادہ اُنکی خدمت میں رہے اور طریقہ مجددیہ کا سلوک ولایت علیا تک طے فرمایا۔ نسبت مقامات کا ادراک اور کیفیت کا وجدان کماحقہ حاصل کیا خلیفہ شمار ہوئے۔ سنہ ۱۲۹۹ھ میں انتقال فرمایا اور اپنے دادا صاحب کے قریب دفن ہوئے

شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری چشتی صابری کے خلیفہ ہیں۔ نہایت با اخلاق و خاکسارانہ مزاج کے تھے اور گوشہ نشینی پسند کرتے تھے ۱۲ سال تک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے سڑکوں پر جاروب کشی کی اور شب و روز عبادت میں مصروف رہے شاہ عالم بہادر شاہ آپ کا بہت معتقد تھا۔ جس چبوترہ پر آپ کا مزار ہے وہ آپکے اور آپ کے عقیدتمندوں کے ہاتھ کا بنا ہوا ہے آپنے بزمانہ شاہ عالم سنہ ۱۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار جیلخانہ سے آگے بائیں جانب مسجد حویلی مہابت خاں کے سامنے شرقی و کسمیفذر جنوبی گوشہ میں ایک بلند چبوترہ پر ہے اور یہ مقام شیخ محمد کی بائیں کہلاتا ہے +

شیخ ابوبکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قلندریہ مشرب رکھتے تھے۔ شیخ جمال الدین ہانسوی سے بیعت

اتحاد تھا جب شیخ جمال الدین ہانسوی واسطے زیارت قطب الدین
بختیار کاکی علیہ الرحمہ تشریف لاتے تو آپ ہی کی خانقاہ میں ٹھہرتے
اور درویشانہ صحبتیں ہوتیں۔ سلطان جی بھی آپ کی خانقاہ میں
آتے تھے اور صحبت رکھتے تھے۔ یہ خانقاہ اُس وقت لب دریا واقع
ایک دفعہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے
تھے۔ مولانا حسام الدین اندرپتی نے جو آپکے خلیفہ تھے استقبال کیا
۔ شیخ ابوبکر طوسی نے اپنے کہدیا تھا کہ شیخ جمال سے میرا ارادہ
حج کا ظاہر کردینا کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مولانا کے پہنچتے ہی شیخ جمال
نے پوچھا کہ۔ آں باز سفید ما چگونہ است (یعنی شیخ ابوبکر طوسی کا کیا
حال ہے) مولانا نے جواب دیا کہ او قصد حج دارد۔ شیخ جمال نے وہیں
سے مولانا کو واپس بھیجا اور یہ رباعی شیخ ابوبکر طوسی کی لکھکر بھیجی
اور فرمایا کہ تمھارے پیچھے میں بھی آتا ہوں۔ **رباعی**

مرپائے ترا سر فنشار اولی تر | یکسر چہ بود بلکہ ہزار اولی تر
درغار وطن ساز چو بوبکر ازانکہ | بوبکر محمدی بغار اولی تر

آپ نے غالباً بزمانہ شاہان خلجی انتقال فرمایا۔ آپکو عام لوگ بابا
تلسی اور بابل تلسی کہتے ہیں۔ آپ کا مزار لب سڑک بجنبہ متصل
قلعہ کہنہ ہندوں کی سہ دری کے پیچھے بلند جگہ پر ہے +

شیخ نور الدین ملک یار پران رح

آپ بہت بڑے عارف کامل صاحبِ کرامات لار کے رہنے والے
ہیں غیاث الدین بلبن کے زمانہ میں دہلی آ گئے تھے آپ مرید شیخ
اعز الدین دانیال خنجی کے ہیں وہ مرید شیخ علی خضر کے وہ مرید
شیخ ابو اسحٰق گازرونی کے تھے۔ سلطانجی آپکے روضہ پر حاضر ہوا
کرتے تھے۔ چونکہ زمانہ ملتا جلتا ہے اسلئے عجب نہیں کہ زندگی میں
ملاقات بھی ہوئی ہو۔ مگر کسی کتاب میں لقاء مذکور نہیں۔
سیر الاولیا میں سلطانجی سے منقول ہے کہ میں قبل ازیں مسجد
کیلوکھڑی میں نماز جمعہ کو جایا کرتا تھا۔ گرمی کا موسم لو چل رہی تھی
اور میں روزہ سے تھا مجھے چکر آ گیا میں ایک دوکان میں بیٹھ گیا
اور میرے دلمیں یہ خطرہ آیا کہ اگر آج سواری ہوتی تو میں اسپر سوار ہو کر
چلا جاتا۔ معاً سعدی کا یہ شعر یاد آیا **شعر**

تا قدم از سر کنیم در طلب دوستان ۔۔۔ راہ بجائے نبرد ہر کہ با قدام رفت

اور اس خطرہ سے توبہ کی۔ تین دن کے بعد شیخ ملکیار پراں کے خلیفہ
ایک گھوڑی لائے کہ اسکو قبول کیجے۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم
درویش آدمی ہو تم سے کس طرح لیلوں۔ اُنھوں نے کہا کہ تیسری شب
ہے جب میرے شیخ ملکیار پراں نے خواب میں فرمایا ہے کہ شیخ
نظام الدین اولیا کو ایک گھوڑی دے آ۔ میں نے اُن سے کہا کہ
تمہارے پیر نے تو فرمایا ہے اگر میرے شیخ فرماتے تو قبول کر لیتا۔
وہ اُس وقت چلے گئے تیسرے دن پھر لائے تو میں سمجھا کہ یہ خدا ہی کا

فرستادہ ہے۔ میں نے وہ گھوڑی قبول کرلی اور اسکے بعد سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ گھوڑی ہمارے یہاں نہ رہی ہو۔

آپ کو ملکیار پراں اسلیئے کہتے ہیں کہ جب آپ دہلی آئے تو قریب مکان ابو بکر طوسی جہاں اب مزار ہے قیام کیا۔ شیخ ابو بکر طوسی نے جو قلندریہ مشرب رکھتے تھے انھوں نے مزاحمت کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے شیخ نے مجکو یہاں بھیجا ہے شیخ ابو بکر نے کہا کہ تمھارے پاس کیا دلیل ہے۔ شیخ نورالدین کے پیر دور دراز مقام پر تھے مگر آپ آنکی آن میں وہاں پہنچکر انکی تحریر لیکر واپس آگئے تو شیخ طوسی نے کہا کہ تم بھی یار ملک پراں ہو جب سے آپ ملکیار پراں مشہور ہوگئے آپ نے بزمانہ جلال الدین خلجی ۶۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار سڑک سے دائیں طرف مقابل مزار شیخ ابو بکر طوسی ایک چار دیواری میں ہے اور پتھر کا تعویذ ہے۔

بی بی فاطمہ سام رحمتہ اللہ علیہا

آپ اولیا عورتوں میں سے اور نہایت عابدہ زاہدہ تھیں۔ شیخ فریدالدین شکر گنج و شیخ نجیب الدین متوکل کو یہ بھائی کہتی تھیں اور وہ انکو بہن کہتے تھے۔ عام لوگ آپکو بی سام اور بی بی صائمہ کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ سلطان المشائخ کی پیر بہن تھیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو مگر کسی کتاب میں صراحت نہیں۔ آپکے حالات

بزرگی ملفوظات سلطان المشائخ و چراغ دہلی و سید محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہم میں بکثرت درج ہیں۔ آپ نے بزمانہ بہرام شاہ ۶۴۳ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپکا مزار قلعہ کہنہ کے سامنے سڑک سے دائیں طرف جو مسجد و مدرسہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اُسکے برابر سے کچے راستہ جاکر تھوڑی دور ریل کی سڑک سے پرے گنجان درختوں میں ایک چاردیواری کے اندر ہے۔

شیخ ابوالرضا محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عم بزرگوار اور مولانا شاہ عبدالرحیم کے برادر بزرگ ہیں۔ زمانہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ میں آپ بڑے عالم و محدث و مفسر گزرے ہیں۔ آپ عالم باعمل اور کامل اکمل تھے اور تجرید و تفرید و علم و کرم و توکل و رضا آپکا شعار تھا آپ نے بزمانہ اورنگ زیب ۱۱۰۱ھ ہجری میں وفات پائی اور آپکا مزار بی بی فاطمہ سے آگے جو نو محلہ کو راستہ جاتا ہے وہاں ہے۔

سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ

آپ سید صحیح النسب ہیں اور تمام ہندوستان آپکے آثار و برکات سے مملو ہے آپکے فضائل و کمالات ظاہری و باطنی سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لہذا میں صرف اسیقدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اگرچہ بابا

مزارات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و بی بی فاطمہ سام کے درمیان منہدی ... کو نساج

فریدالدین شکر گنج کے آپ سے پہلے بہت خلیفہ ہوئے ہیں اور اُنسے
محبت رہی ہے۔ لیکن آپ وہ ہیں کہ جب اول ہی حاضرِ خدمت ہوئے
تو بابا صاحب نے یہ فرمایا **فرد**

اے آتشِ فراقت دلہا کباب کردہ سیلابِ اشتیاقت جانہا خراب کردہ

آپ تمام مدارج ولایت وقطبیت سے گزر کر درجہ محبوبی تک پہنچے ہیں
اور یہ وہ درجہ ہے جو شاذونادر ہی کسی ولی کو تھوڑے عرصہ کیلئے ملا
ہے مگر آپ پر تمام عمر قائم رہا اور یہ دعائے بابا صاحب کا اثر تھا کہ
سلطانجی نے اس استقامت درجہ کی چاہی تھی اور آپ نے عطا کی تھی۔
اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپکی مجلس میں ایک شخص نے
ذکر کیا کہ فلاں جگہ آپکی دوستوں نے مجلس منعقد کی ہے اور مزامیر
بھی تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے منع کیا ہے کہ مزامیر اور حرام چیزیں
نہوں۔ اُنھوں نے اچھا نہیں کیا۔ اور اس بارہ میں آپ نے بہت
واضح طور پر تقریر فرمائی۔ آپکی مجلس میں مزامیر نہونے تھے اور اگر کوئی
یاروں میں سے آپکو یہ خبر پہنچاتا تھا کہ وہ مزامیر سنتا ہے تو منع
فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ اچھا نہیں کرتا۔
لکھا ہے کہ ایک روز آپکے پیر نے فرمایا کہ کچھ کھانیکو لاؤ۔ آپ نے
اپنی پگڑی رہن کرکے تھوڑا سا الو سیا خریدا اور نمک ڈال کر جوش کیا اور
سامنے لائے۔ بابا صاحب نے سب یاروں کے ساتھ کھایا اور تعریف
کی کہ بہت اچھا پکایا۔ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ روزی من نمک تمہارے

یا ورچیخانہ میں صرف ہوجیا نچہ آپکے لنگر میں بیحد صرف ہوتا تھا یہاں تک
کہ بعض حاسدوں نے بادشاہ تک یہ بات پہنچا دی تھی کہ دو ہزار
اشرفیاں روز کا خرچ ہوتا ہے۔

مولانا جامی لکھتے ہیں کہ ایک ملتان کے سوداگر کا مال چوروں نے
راستہ میں لوٹ لیا تھا وہ شیخ صدرالدین بن شیخ بہاءالدین ذکریا
پاس گیا اور کہا میں دہلی کا قصد رکھتا ہوں سلطانجی کو کچھ سفارش
لکھدیجے کہ مجھپر التفات کریں تاکہ مجھے سرمایۂ تجارت حاصل ہوجائے
آپ نے رقعہ لکھدیا جب وہ سوداگر آیا تو سلطان جی نے خادم سے
کہا کہ کل نماز صبح سے نماز چاشت تک جو کچھ آئے وہ اس شخص کو دیا
جائے۔ خادم نے انکو ایک جگہ بٹھادیا۔ جو کچھ آتا تھا اُنکے حوالہ
کرتے تھے جب چاشت کے وقت گنا گیا تو روپیہ اور اشرفیوں کی
تعداد بارہ ہزار ہوئی۔

لکھا ہے کہ تین ہزار عالم۔ علاوہ طالبعلموں اور حافظوں اور مریدوں
اور طالبوں کے سلطانجی سے وظیفہ پاتے تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین
تغلق ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہجری کو رحلت فرمائی آپکا مزار مشہور و معروف ہے

خواجہ عبدالرحیم عرف عبدالرحمٰن

آپ خدام حضرت سلطانجی سے ہیں آپکا مزار درگاہ سلطانجی کے گوشہ جنوب و مشرق متین
مجھر مرزا جہانگیر کے شرق میں اندر صحن مکان پختہ مزار ہے

درگاہ سلطانجی کے گوشہ جنوب مغرب میں مزار جہان آرا بیگم بنت شاہجہان کا ہے جو خاندان چشتیہ کی
مریدہ تھیں انکی لوح مزار پر یہ کندہ ہے بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا [illegible] ... ہمیں بس است

شیخ مبارک گوپاموی رح

آپ سلطان علاء الدین خلجی کے ہاں کوتوال رہے ہیں اور آپکو میرداد کہتے تھے۔ پہلے آپ تصوف سے واقف نہتے مگر جب سید نورالدین مبارک کرمانی سے ربط ضبط ہوا تو اُنکی وجہ سے سلطانجی کی خدمت میں آئے اور مرید ہوئے۔ آپ بڑے زاہد صوفی سخی باشرع بزرگ تھے اور اپنے پیر کے عاشق تھے۔ سلطانجی اپنر اس قدر مہربان تھے کہ سو رقعوں سے زیادہ آپکے نام بھیجے ہیں۔ اور جب مولانا شمس الدین یحییٰ و مولانا علاء الدین نیلی و نصیر الدین محمود سلطانجی کی خدمت سے واپس ہوکر اپنے وطن جایا کرتے تھے تو یہ ارشاد ہوتا تھا کہ جب گوپامئو پہنچو تو خواجہ مبارک سے ضرور ملنا۔ سیر الاولیا میں لکھا ہے کہ جب آپکا انتقال ہوا تو پایان سلطان المشائخ برا سہ زادل مدفون ہوئے اس لئے آپکا مزار وہ ہونا چاہیئے جو راستہ درگاہ سلطانجی سے حضرت امیر خسرو کو جاتے ہوئے دروازے کے اول مزار ہے۔ مگر خدام اس مزار کو مزار خواجہ عمر خواہر زادہ کا بتاتے ہیں اور آپ کا مزار پائین خواجہ اقبال جو سنگ مرمر کا ہے اسکو بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقتہ الحال +

ف ۱ اسی صحن میں مزار موئد الدین کرڑی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے مگر یہ تحقیق نہیں کہ کونسا مزار ہے۔ مولف

خواجہ ابوبکر مصلیٰ بردار رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھی سلطان جی کے بھانجوں میں سے ہیں۔ خلوت و جلوت میں خدمت کرتے تھے۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے بلکہ دونوں ہو جاتے تھے کہ افطار نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کا پیٹ پیٹھ سے لگا رہتا تھا اور بیحد مشغول و مجاہدہ میں رہتے تھے۔ آپ سلطان جی کا مصلیٰ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد کیلوکھڑی میں لیجاتے تھے ایک دفعہ جمعہ کے دن سلطان جی نے کہا کہ خواجہ ابوبکر میرا مصلیٰ مسجد جمعہ میں لیگیا ہے اور ذکر و شغل میں مصروف ہے۔ آپکو سماع کا بہت شوق تھا۔ بعض وقت کمال ذوق میں پگڑی و پیرہن قوال کو دیدیتے تھے اور بیحد شوق میں دل دوز و جگر سوز نعرے مارتے تھے اور قوالوں کو پکڑ لیتے تھے اور ہلا دیتے تھے۔ آپکے ذوق سے حاضرین کو بھی ذوق ہوتا تھا اور یہ سلطانجی کی برکت کا باعث تھا کہ خواجہ ابوبکر سے کہہ رکھا تھا کہ سماع کے وقت اہتزاز و رقص کی حالت میں میرے پاس آ کر میری حفاظت کیا کرو۔ سلطانجی کی وفات کے بعد بعض شخص کار زراعت میں مشغول ہو گئے تھے۔ مگر آپ نے کبھی کوئی ذریعہ معاش اختیار نہ کیا۔ اور سلطان جی کی برکت سے اچھی طرح زندگی بسر کی آخر بیمار ہوئے اور انتقال ہوا آپکا مزار راستہ درگاہ امیر خسرو میں دوسرا مزار خواجہ عمر سے جانب شرقی ہے جو ذرا اونچا ہے۔

خواجہ قاسم رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ محمد کے صاحبزادہ اور خواجہ ابوبکر مصلّیٰ بردار کے بھتیجے اور مولف لطائف التفسیر ہیں اور آپ نے دیباچہ تفسیر میں اپنے اس رشتہ کا ذکر کیا ہے۔ آپکی بسم اللہ سلطانجی نے پڑھائی تھی اور اپنے ہاتھ سے تختی لکھی تھی۔ لوگوں نے آپکو تختی لکھتے وقت کھڑا کردیا تھا مگر آپ بیٹھ گئے خواجہ اقبال خادم نے پھر آپکو کھڑا کردیا تو آپ پھر بیٹھ گئے۔ سلطانجی نے فرمایا کہ رہنے دو یہ بیٹھا رہیگا۔ اور بعد بسم اللہ خوانی دعا دی کہ خدا اسکی عمر میں برکت دے اور یہ عالم ہو۔ بارہ سال کی عمر میں آپ حافظ ہوگئے۔ پھر شیخ جلال الدین کے شاگرد ہوئے اور پچاس سال تک مطالعہ کتب میں مصروف رہے اور عربی و فارسی کی تفسیریں دیکھتے رہے بعد ازاں یہ تفسیر لکھی جسکا ذکر اوپر ہوا ہے آپکا مزار زمیں دوز برابر خواجہ ابوبکر مصلّےبردار کے ہے +

خواجہ عزیز الدین ابن خواجہ ابوبکر مصلیٰ بردار رحمتہ اللہ علیہم

آپ نے ملفوظات سلطانجی جمع کئے ہیں اور اُس کا مجمع الفوائد نام رکھا ہے اور اُسمیں اپنا نام عبد العزیز ابن ابوبکر خواہرزادہ سلطانجی لکھا ہے۔ جوانی میں تحصیل علم کی اور جو کچھ پڑھا اسپر عمل کیا۔ آپ ہمیشہ جادۂ طریقت پر مستقیم رہے اور بچپن سے بڑھاپے تک

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تکبیر اولیٰ کسی فرض میں آپکی فوت ہوئی ہو مساجد میں پھرتے اور جبتک تکبیر اولیٰ نپاتے نیت نہ باندھتے اور ہر جمعرات کو آپ ختم کلام اللہ کرتے تھے۔ آخر عمر میں جماعت خانہ سلطانجی میں امامت کرنے لگے تھے آپ کا کوئی روزینہ مقرر نہ تھا اور نہ کسی پاس آمد و رفت تھی۔ اور باوجود بہت ساکنبہ ہونیکے اچھی طرح بسر کرتے تھے اور صابر تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ قیلولہ کے وقت میں آپ سلطانجی کی خدمت میں گئے تو خادم نے عرض کیا کہ خواجہ عزیز ہر شب جمعہ کو ختم کرتے ہیں۔ سلطانجی نے پوچھا کہ آواز سے پڑھتے ہو یا آہستہ سے۔ آپ نے عرض کیا کہ آہستہ سے سلطانجی کو یہ بات پسند آئی اور شاباش دی۔ دوبارہ آپ کو خواجہ نورالدین ابن خواجہ مبشر جنپر سلطانجی کی خاص شفقت تھی سلطانجی کے پاس لیگئے اور کہا کہ مخدوم عزیز آپکا مرید ہے تو آپنے فرمایا ہاں میرا مرید ہے اور مجھے اس لڑکے پر فخر ہے۔ آپکا مزار برابر مزار خواجہ قاسم جانب شرق تیسرا مزار ہے جو نیچا ہے ✦

خواجہ رفیع الدین ہارون رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطانجی کے حقیقی بھانجہ کے صاحبزادہ ہیں۔ بچپن سے جوانی تک سلطانجی کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی اور حافظ کلام ہوئے۔ سلطانجی آپ پر اسقدر شفقت فرماتے تھے کہ اگر کبھی

آپ کھانیکے وقت پر ہوتے تو سلطانجی باوجود بہت سے بزرگوں کی موجودگی کے توقف فرماتے اور آپکے آنیکا انتظار کرتے۔ اور فتوحات سے جو کچھ آتا اسمیں سب رشتہ داروں سے آپ کو مقدم رکھتے اور اولاد کی طرح اپنی گود میں کھلاتے تھے۔ اور آپکو دیکھکر مسکراتے اور خوش ہوتے تھے۔ آپ سلطانجی کی حیات ہی میں تمام گھر کے منتظم ہو گئے تھے۔ آپکو تیر اندازی۔ کشتی اور سیر و سفر کا بہت شوق تھا اور سلطانجی بوجہ شفقت اُن ہی باتوں کی ترغیب دیتے جنکی طرف آپکا میلان طبیعت تھا اور جو شرعاً جائز تھیں بلکہ اُسکے نکات بتاتے تھے تاکہ یہ خوش ہوں۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو راستہ درگاہ حضرت امیر خسرو کے متصل جانب شرق ہے۔ یہیں برابر قبر خواجہ محمد صالح آپکے والد بزرگوار کی ہے

خواجہ مبشر رحمتہ اللہ علیہ

آپ خادم سلطانجی کے ہیں۔ اور سلطانجی آپ سے بہت خوش تھے۔ حضرت امیر خسرو کی برابر غرب میں زیر جالی تین مزار ہیں اُنمیں سے ایک مزار آپکا ہے +

خواجہ نور الدین ابن خواجہ مبشر رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ مبشر خادم کے صاحبزادے ہیں۔ آپ پر سلطانجی کی خاص

شفقت تھی۔ آپ کا مزار سنگ سرخ کا چھوٹا سا ہے جو خواجہ مبشر کے برابر ہے +

مولوی غلام فرید صاحب رحمتہ اللہ علیہ

آپ بہت بزرگ و خلیفہ مولانا فخرالدین فخر جہاں کے ہیں حضرت امیر خسرو کے غرب میں جہاں خواجہ مبشر وغیرہ کے مزار ہیں وہیں آپ مدفون ہیں +

خواجہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ

آپ خادم خاص حضرت سلطانجی کے ہیں۔ خلوت و جلوت میں آپکو باریابی حاصل تھی اور لوگوں کی سفارش بھی آپ موقع و محل سے کر دیتے تھے اور خاص خاص موقعوں پر ذکر کر کے سلطانجی کی توجہ مبذول کرا دیتے تھے۔ آپ کا مزار روضۂ حضرت امیر خسرو سے گوشۂ جنوب و مغرب میں متصل دروازہ قطبی درگاہ شریف بہت بلند چبوترہ پر ہے اور کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہے +

امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ

آپ افضل الفضلا اور ملک الشعرا تھے۔ ہر علم و فن میں کامل اکمل۔ موسیقی میں فرد تھے۔ اگرچہ آپکا تعلق بادشاہوں سے بھی تھا

مگر آپ دل سے بالکل درویش تھے اور امیری میں فقیری کرتے تھے۔ آپکو اپنے پیر سے بیحد محبت تھی اور پیر کو بھی آپ سے بہت خصوصیت تھی۔ چنانچہ سلطانجی نے فرمایا تھا کہ من از ہمہ تنگ آیم واز تو تنگ نہ آیم) اور دوبارہ یہ فرمایا تھا کہ (از ہمہ تنگ آیم بلکہ از خود تنگ آیم واز تو تنگ نہ آیم) اور آپکو ترک اللہ فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ رباعی آپکی تعریف میں فرمائی تھی۔ رباعی

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست ملکیت ملک سخن آن خسرو ماست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست زیرا کہ خدای ناصر خسرو ماست

آپکے علاوہ تصانیف ہندی دار دو کے چار لاکھ سے زیادہ اشعار فارسی شمار کئے گئے ہیں۔ آپ نہایت خوش اوقات تہجد گزار متقی آدمی تھے اور چالیس سال تک دائم الصوم رہے۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ ایام پیری میں ہندوستان آئے تھے اور آپ سے ملے تھے اور یہ شعر فرمایا تھا شعر

خسرو مست اندر ساغر معنی بریخت شیرہ از خمخانہ سعدی کہ در شیراز بود

اور آپ نے یہ مصرع کہا تھا مصرع جلدِ سخنم دارد شیرازۂ شیرازی

سلطان جی سے جو محبت آپ کو تھی اسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ کوئی درویش سلطانجی پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ

۱ؐ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے۔ شیخ سعدی کو بلایا تھا مگر آپ بوجہ ضعف و پیری نہیں آئے تھے۔ واللہ اعلم۔

آج جو فتوح آئیگی تمکو دونگا اتفاقاً اس روز کچھ نہ آیا۔ دوسرے روز کا وعدہ کیا اُس دن بھی کچھ نہ آیا تو شیخ نے اپنی کفش مبارک اس فقیر کو دیدیں اور وہ حسنِ عقیدت کی وجہ سے لیگیا۔ راستہ میں آپ بادشاہ کے پاس سے آتے ہوئے اسکو ملے اور درویش سے پیر کا حال پوچھا۔ درویش نے کہا خیریت سے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تجھ میں سے پیر کی بو آتی ہے شاید اُنکی کوئی چیز تیرے پاس ہے اس نے کہا کہ اُنکی کفش مبارک ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ بیچتے ہو۔ اُس نے کہا ہاں۔ آپ نے پانچ لاکھ روپئے جو بادشاہ سے ملے تھے اُس فقیر کو دیکر کفش لیلیں اور سر پر رکھکر پیر کے پاس لائے آپ نے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ میں سستی خریدیں تو عرض کیا کہ وہ درویش اسپر راضی ہوگیا ورنہ تمام جان و مال مانگتا تو میں دیدیتا جب سلطانجی کا انتقال ہوا تو آپ دہلی میں نہ تھے بعد میں آئے تو بیحد گریہ وزاری کی اور بہت ابتر حال ہوگیا اور کہنے لگے کہ شیخ کے بعد میری زندگی دشوار ہے۔ چنانچہ شیخ کے انتقال کے چھ ماہ بعد بزمانہ غیاث الدین تغلق ۸ شوال ۷۲۵ھ کو آپنے رحلت کی۔ آپ کا مزار مشہور ہے +

خواجہ شمس الدین ماہرو رحمۃ اللہ علیہ

سیرالاولیا میں آپ کو خواہرزادہ میر حسن شاعر لکھا ہے۔ مولف

آپ امیر خسرو رح کے بھانجے ہیں۔ اپنے وقت کے فاضلوں میں تھے آپکو بھی سلطانجی سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ نماز کی نیت باندھتے وقت جبتک آپ سلطانجی کا جمال نہ دیکھ لیتے نیت نہ باندھتے اور جماعت سے نکل آتے اور سلطانجی کا روے مبارک دیکھتے۔ پھر نیت باندھتے۔

جب آپ بیمار ہوئے تو سلطانجی آپکی عیادت کو جاتے تھے مگر راستہ میں تھے کہ اُن کے انتقال کی خبر آئی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ کہ دوست دوست پاس پہنچگیا۔

آپکی قبر گنبد مزار امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے باہر مجر میں متصل دروازہ ہے۔ آپ نے بزمانہ قطب الدین مبارک خلجی ۷۲۳ھ میں انتقال فرمایا ہے

خواجہ ضیاء الدین برنی رح

آپ تاریخ فیروز شاہی وحسرت نامہ کے مولف ہیں اور اسلامی عہد کے مشہور ومستند مورخ۔ سلطانجی علیہ الرحمہ کے مقرب اور خاص مریدوں میں سے ہیں۔ اور بعد مریدی آپ غیاث پور میں رہنے لگے تھے آپ مجموعہ لطایف وظرائف تھے اور ہر قسم کے کلمات وحکایات یاد تھیں۔ علما ومشایخ وشعرا کی صحبت میں بہت رہتے تھے۔ اور حضرت امیر خسرو و میر حسن سے بہت محبت تھی اور دونوں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ آخر میں آپ بوجہ لطیفہ گوئی وظرافت وفن ندیمی

کے سلطان محمد تغلق کے مصاحب ہو گئے تھے۔ لیکن فیروز شاہ کے زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور جو کچھ پاس تھا اُسپر قناعت کی جب انتقال ہوا تو جنازہ پر سوائے بوریا کے کچھ نہ تھا۔ آپ نے بزمانہ سلطان فیروز شاہ سنہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار حضرت امیر خسرو کے روضہ کے سامنے مردھا اکرام کے سہ دری کے برابر شرقی چبوترہ کے نیچے ہے

سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ بہاء الدین قادری شطاری کے مرید ہیں۔ اور آپ نے سلطان جی سے بھی بواسطہ خرقہ پایا ہے۔ آپ بہت بزرگ و متبرک عالم و کامل تھے اور تمام علوم پر عبور رکھتا۔ ہر علم کی کتابیں تنہائی میں مطالعہ کیں اور اُنکی تصحیح کی اور اُنکی مشکلات کو ایسا حل کیا تھا کہ جسکو ذرا بھی مناسبت ہو آپکی کتاب دیکھنی کافی تھی اور استاد کی ضرورت نہ تھی۔ آپکے زمانہ میں آپکا نظیر نہ تھا درس و تدریس کرتے تھے۔ آپ لوگوں کی جہالت بے انصافی اور ناحق شناسی کی وجہ سے اپنی کتاب سوائے اپنے دوستوں کے کسی کو نہ دیتے تھے۔ آپ نے بعہد سلیم شاہ سوری ۹۵۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار پایان حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ ایک حجرہ میں ہے۔ جو قبر و سہ دری مردھا اکرام کے مشرق میں ہے۔

حاجی لعل محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ خلیفہ مولانا فخر الدین فخر جہاں رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں۔ بہت بزرگ تھے آپ کا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت امیر خسرو کے برابر سنگ مرمر کا ہے اور کٹہرہ بھی سنگ مرمر کا لگا ہے ÷

خواجہ محمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ مولانا بدر الدین اسحٰق کے صاحبزادہ اور بابا فرید الدین شکر گنج کے نواسہ ہیں۔ جامع علوم و حاوی فنون تھے اور فن طب کے بھی ماہر تھے۔ علم موسیقی میں کمال تھا حافظ تھے اور نہایت ذوق و شوق اور طاعت و عبادت سے موصوف تھے۔ ہمیشہ آبدیدہ رہتے۔ اور قوالی میں جگر سوز نعرے مارتے۔ اگرچہ آپ اپنے والد ماجد کے مرید تھے لیکن فیض کثیر سلطانجی سے بھی حاصل کیا تھا اور خلافت پائی تھی اور اُنکی حیات ہی میں مرید کرنے لگے تھے۔ آپ نے سلطانجی کے ملفوظات بھی جمع کئے تھے اور انوار المجالس نام رکھا تھا۔ آپ امامت بھی سلطانجی کی کرتے تھے اور آپ نہوتے تو آپکے بھائی خواجہ موسیٰ امامت کرتے تھے جب آپ پاک پٹن تشریف لیگئے تو شیخ شہاب الدین امام ہوگئے تھے۔ آپنے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار دروازہ شرقی درگاہ حضرت

امیر خسرو سے نکل کر چونسٹھ کھمبہ کے سامنے جانب غرب ایک گوشہ میں اندر چار دیواری ہے۔ یہیں مزار خواجہ موسیٰ آپکے بھائی کا تھا جو غالباً قبل بننے چار دیواری کسی زمانہ میں بوجہ عدم خبر گیری نیست و نابود ہوگیا اور اب اسکا کوئی نشان نہیں رہا۔

مولانا علاءالدین نیلیؒ

آپ علماءِ اودھ سے ہیں۔ بہت پاکیزہ روش اور صاف باطن تھے۔ مولانا فریدالدین شافعی شیخ الاسلام اودھ کے شاگرد تھے اور کشاف پڑھتے تھے تو مولانا شمس الدین یحییٰ سنتے تھے۔

آپ باوجود عالم ہونیکے اوصاف تصوف سے موصوف تھے اور سلطانجی کے خلیفہ تھے مگر آپ نے ایک بھی مرید نہیں کیا اور اکثر فرماتے کہ اگر شیخ زندہ ہوتے تو میں یہ خلافت نامہ شیخ کو واپس دیدیتا کہ مجھسے یہ دینی کام نہیں ہوسکتا۔ آپکو اپنے پیر سے بحد محبت تھی اور آخر عمر میں فوائد الفواد کو اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور اکثر اپنے پاس رکھتے اور مطالعہ کرتے تھے اور یہی معمول کر لیا تھا آپسے لوگوں نے کہا کہ آپ کے پاس ہر علم کی بکثرت معتبر کتابیں ہیں انپر آپکو رغبت نہیں ہوتی تو فرماتے کہ تمام جہان سلوک وغیرہ کی کتابوں سے بھرا پڑا ہے لیکن میرے پیر کی روح افزا ملفوظات میں میری نجات ہے مجھے کہاں نصیب

شعر

مرا نسیم تو باید صبا کجاست کہ غیبت — کجاست لطف تو مشک خطا کجاست کہ نہ

آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔ خواجہ محمد امام کے مزار سے آگے جانب شمال۔ اسجگہ جہاں سترھویں کے زمانہ میں بازار لگتا ہے۔ ایک بڑا احاطہ ہے اسمیں شمال کے رخ آپ کا مزار ہے +

مولانا شمس الدین یحییٰ رح

آپ سلطانجی کے بڑے خلفا میں سے ہیں۔ یاران اعلیٰ میں سب سے ممتاز و افضل تھے اور شہر کے مشہور عالموں میں تھے اکثر شہر کے آدمی آپکے شاگرد تھے اور اس پر فخر و مسرت ظاہر کرتے تھے۔ آپ اودھ سے دہلی میں تحصیل علم کیلئے آئے تھے اندنوں میں سلطانجی کی کرامت کا شہرہ سنا۔ ایک روز مولانا صدر الدین کے ساتھ سلطانجی کی خدمت میں آئے سلطانجی نے پوچھا کہ شہر میں کہاں رہتے ہو اور کچھ پڑھتے بھی ہو۔ آپ نے کہا ہاں مولانا ظہیر الدین کی خدمت میں اصول بزدوی پڑھتا ہوں۔ سلطان جی نے بعض مقامات جو مشکل مشہور تھے پوچھے

احاطہ خواجہ محمد و سید محمود کرمانی کے درمیان جو جگہ ہے یہ چبوترہ یاران ہے اور اسمیں علاوہ مزارات مندرجہ کتابہذا حسب ذیل بزرگ آسودہ ہیں۔ مولانا فخر الدین مروزی۔ شیخ کبیر الدین نبیرہ گنجشکر۔ خواجہ قلفی نبیرہ گنجشکر۔ خواجہ ابوبکر مندہ و تاج الدین داور مولانا موید الدین انصاری رحمہم اللہ علیہم اجمعین

آپ نے کہا میرا سبق یہیں تک ہے اور یہ میری سمجھ میں نہیں آیا
سلطانجی نے اسکو حل کیا۔ آپکو اعتقاد راسخ ہو گیا مدت کے بعد
آپ مرید ہوئے اور کمال کو پہنچے۔ آپ کے مزاج میں تکلفات و
مراعات رسمی نہ تھے۔ اور آپ نے شادی بھی نہیں کی تھی خلافت
ملنے کے بعد بہت کم مرید کئے اور فرماتے تھے کہ اگر اسمیں شیخ کے
دستخط نہ ہوتے تو میں ہرگز اس کاغذ کو نہ رکھتا۔ شیخ نصیرالدین
چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپکی تعریف میں فرمایا ہے **شعر**

سالت علم من حیاک حقا فقال العلم شمس الدین یحیٰ

لکھا ہے کہ جس زمانہ میں سلطان محمد تغلق نے رعیت پر اور خصوصًا
مشائخ پر ظلم و ستم کئے تو مولانا کو بھی طلب کیا کہ تم جیسا عالم
یہاں کیا کریگا تم کشمیر میں جاؤ اور وہاں کے بتخانوں میں کھیچو
اور اسلام کی دعوت کرو۔ آپ وہاں سے تہیۂ سفر کیلئے گھر آئے
اور کہا کہ میں نے تو شیخ کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے بلاتے ہیں
لوگ مجھے کہاں بھیجیں گے میں شیخ کی خدمت میں جاتا ہوں دوسرے
دن آپکے سینہ پر دنبل نکل آیا۔ بیماری کی خبر بادشاہ کو پہنچی تو
حکم دیا کہ اسکو یہاں لاؤ شاید بہانہ کیا ہو۔ آپ نے اس عرصہ میں
رحلت فرمائی سال وفات ۷۴۷ھ ہے احاطۂ علاؤالدین خلجی
رحمۃ اللہ علیہ کے بیچ میں بڑا مزار آپ کا ہے ؛

*

خواجہ تقی الدین نوحؒ

آپ سلطانجی کے حقیقی بھانجہ کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ نے جوانی ہی میں بزرگوں کے اوصاف حاصل کرلئے تھے۔ حافظ قرآن اور بہت صالح تھے۔ سلطانجی نے آپ کی بابت فرمایا ہے کہ یارو اسکو عزیز رکھو یہ بزرگ شخص ہے قرآن یاد ہے اور ہر جمعرات کو ختم کرتا ہے۔ تعلیم کا بہت شوق ہے اور بہت حاصل کرلی ہے اور دوست دشمن کسی سے واسطہ نہیں رکھتا۔

ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ تم جو اسقدر طاعت و عبادت کرتے ہو تمھارا کیا مقصد ہے تو کہا کہ میرا مقصد تو آپکی زندگی ہے۔ سلطان جی فرماتے تھے کہ یہ بات اسکو کس نے سکھائی یہ بات اسکی نیکبختی کی دلیل ہے۔ لکھا ہے کہ ایک روز سلطانجی نے اپنی بیماری کی حالت میں آپکو اپنے سامنے بلایا اور خلافت دی اور وصیت کی کہ جو کچھ تمکو ملجائے اسپر قناعت کرو۔ اگر تمھارے پاس کچھ نہو تو دل میں مطلق اسکا خیال نلاؤ کہ خدا تمکو دیگا۔ اور کسی کا برا نہ چاہنا اور برائی کرنیوالے کے ساتھ بھی بھلائی کرنا۔ گانو اور وظیفہ نہ لینا۔ اگر تم ایسا کروگے تو بادشاہ تمھارے دروازہ پر آئینگے۔

آپ نے سلطان جی کی زندگی میں بعمر جوانی انتقال کیا

آپکا مزار مزارت علاء الدین نیلی وسمش الدین یحیٰ رحمۃ اللہ علیہم سے آگے جانب مغرب جہاں سترھویں کے دنوں میں بازار لگتا ہے ایک احاطہ میں ہے +

سید محمد بن سید محمود کرمانی رح

آپ صحیح النسب سید ہیں اور آپ کا اصل وطن کرمان ہے آپ وہاں سے تجارت کیلئے لاہور آیا کرتے اور جب واپس جاتے تو پاک پٹن میں بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی قدمبوسی حاصل کر کے ملتان چلے جاتے کیونکہ ملتان میں آپکے چچا سید کرمانی رہتے تھے۔ اس آمد و رفت میں آپکو بابا فرید شکر گنج سے بہت محبت و اعتقاد ہوگیا اور اپنے تمام مال و اسباب کو کرمان میں چھوڑ کر ملتان میں اپنے چچا پاس گئے اور وہاں سے مرید ہونے کے لئے پاک پٹن آنیکا قصد کیا تو آپ کے چچا نے کہا کہ شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا بھی بہت بزرگ ہیں (وہاں کیوں جاتے ہو) آپ نے کہا کہ میرا دل اُنکی طرف رجوع نہیں ہوتا اور پھر پاک پٹن آکر مرید ہو گئے اور ریاضتیں کرنے لگے شیخ فرید شکر گنج کے انتقال کے

مسجد بازار حضرت نظام الدین رح میں ایک بزرگ بغدادی صاحب رہتے تھے یہاں بزرگ خوبصورت فرشتہ سیرت عابد زاہد تھے اندر حجرہ مسجد بطور تہ خانہ کے ایک جگہ چلہ کشی کے لئے بنا رکھی تھی اسمیں چلہ کشی کرتے تھے افسوس کہ انکے حالات معلوم نہ ہوسکے +

بعد سلطان جی کی صحبت میں آگئے اور یارانِ اعلیٰ میں شمار ہوئے ۷۱۱ھ میں بزمانہ علاء الدین خلجی انتقال ہوا۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو احاطہ تقی الدین نوح سے آگے جانب غرب لب باولی ہے۔ اسی احاطہ میں آپکے بڑے صاحبزادہ سید نور الدین مبارک کی قبر ہے جو بچپن میں بابا صاحب کے مرید ہوئے۔ اور پھر قطب الدین چشتی کے بمقام چشت مرید ہوئے اور ۷۴۹ھ میں فوت ہوئے۔ یہیں آپکے خاندان کے دیگر شخص اور سید محمد مبارک کرمانی المدعو بامیر خرد مصنف سیر الاولیا آپ کے پوتے ہیں جو بچپن میں سلطان جی کے مرید ہو گئے تھے اور بعض مجلسیں بھی دیکھی ہیں اور سلطانجی کی رحلت کے بعد انکے خلفا کی صحبت میں رہے اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے تربیت پائی اور بارہا خواب میں جمال شیخ سے مشرف ہوئے اور تجدید بیعت کی اور [illegible]ھ میں راہی عدم ہوئے ✤

سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی اور شریعت و طریقت میں کامل تھے۔ استغراق کامل اور جذب قوی رکھتے تھے۔ پندرہ برس مست و مدہوش رہے۔ آپ شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ اور حافظ محمد محسن

و دیگر بزرگوں سے بھی مجاز تھے۔ اتباع سنت اسقدر تھا کہ ایک
دفعہ خلاف سنت بجائے بائیں پانو کے دایاں پانو پاخانہ میں رکھا
تھا تو تین روز تک اسکی وجہ سے انقباض حال رہا۔ آپ
چند روز کے لئے ایک وقت اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکا کر رکھ
لیتے اور خوب بھوک کیوقت ایک ٹکڑا اُس سوکھی ہوی روٹی
میں سے توڑ کر کھا لیتے تھے۔ کثرت مراقبہ سے آپکی کمر جھک
گئی تھی اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے۔ اگر کوئی
کتاب کسی دنیادار سے عاریتاً لیتے تھے تو تین دن تک اُسکا
مطالعہ نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا داروںکی ظلمت
اس کتاب پر بمانند غلاف کے لپٹی ہوئی ہے۔ آپکے بہت
قوی تصرفات تھے اور مخلصوں کی حاجت براری کے لیے دل سے
توجہ کرتے تھے اور جو کچھ فرماتے تھے وہ ہوتا تھا۔
ایکدفعہ ایک بنگ فروش نے آپکے مکانکے قریب بنگ فروشی کی دُکان
کھولی آپنے حاضرین سے کہا کہ ظلمت بنگ نے ہماری تمھاری نسبت کو
مکدر کر دیا انھوں نے اسیوقت جاکر اسکی دکان اجاڑ دی آپنے فرمایا اسبات سے
زیادہ کدورت ہوگئی کہ میرے سبب سے خلاف شرع احتساب کیا گیا۔ پس آپکے حکم سے
بنگ فروش کو روبرو حاضر کیا آپنے ایک نظر اُسپر ڈالی وہ فی الحال مرید ہوگیا اور بنگ
فروشی سے توبہ کی۔ آپنے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۳۵ھ میں انتقال فرمایا
آپکا مزار عقب بستی نظام الدین نالہ پر واقع ہے ✣

شمس الدین اوتادلہ رح

آپ کا اسم مبارک شمس الدین عطاء اللہ ہے جو اوتادلہ اور اوتاد اللہ مشہور ہوا۔ آپ بہت بزرگ عالی مرتبہ ولی کامل صاحب کرامت تھے۔ آپ ہمیشہ آگ جلاتے اور اسکی راکھ پر بیٹھتے تھے اور وہیں ایک قبر سی کھود رکھی تھی رات کو اسمیں رہتے اور اپنے اوپر راکھ ڈال لیتے تاکہ کوئی آپکو نہ دیکھ سکے۔ سلاطین اکثر آپکی ملاقات کو آتے لیکن جونہیں آپ انکے آنیکی خبر سنتے اُس قبر میں چھپ جاتے اور ہرگز سامنے نہ آتے اور سوائے ایک سید زادہ کے جو آپکے قریب رہتا تھا کسی سے اُنس نہ رکھتے تھے اور کبھی خود کچھ پکا کر کھا لیتے تھے

ایک روز اس سید زادہ نے کہا کہ ہر فقیر و مسلم آپکا دیدار دیکھ لیتا ہے مگر شیخ نظام الدین جو مرید شیخ فریدالدین گنجشکر کے ہیں باوجود اسقدر بزرگی و کمالات کے آپ کی ملاقات کو آتے ہیں تو آپ چھپ جاتے ہیں اور ملاقات نہیں کرتے اسمیں کیا خوبی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عظیم الشان ولی ہیں۔ لیکن جاہ و جاہ و جلال دنیاوی بہت ہے فقیر تارک الدنیا کو انکی ملاقات زیبا نہیں۔ مگر غسل و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ وغیرہ میرا وہ کرینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا

مقبرہ ہمایوں میں شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری کا مزار ہے۔

لکھا ہے کہ سلطان جی بار ہا فرماتے کہ
جس کسی کو دینی یا دنیوی مراد جلد حاصل کرنی ہے ہمارے زمانہ کے
شمس سے طلب کرے اور اکثر لوگوں کو انکے پاس بھیجدیتے تھے
آپ مرید خاندانِ سُہروردیہ کے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ شاہ
ترکمان بیابانی کے مرید ہیں۔ اور آپ نے روح خواجہ معین الدین
چشتی سے فیض پایا ہے۔ آپ نے بزمانہ علاء الدین خلجی ۷۰۸ھ
میں وفات پائی آپ کا مزار دروازہ شمالی عرب سرائے کے
سامنے گوشہ شمال و مشرق میں قریب مقبرہ ہمایوں ایک چار
دیواری میں ہے +

سید محمود بحار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کاملین سے ہیں اور سید ناصر الدین سونی پتی
کی اولاد سے ہیں۔ آپ علاوہ درویشی کے بہت بڑے عالم
تھے۔ اسی وجہ سے بحار آپ کو کہتے تھے۔ آپکا لقب محی العظام
ہے اور راجہ ہاڑ گوڑ بھی کہتے ہیں۔ وجہ اسکی یہ لکھی ہے کہ ایک
بیوہ بڑھیا کا لڑکا سفر کو گیا تھا اور وہ اس سے بہت محبت رکھتی
تھی اور ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتی اور اپنے لڑکے کے
ملنے کی دُعا منگواتی۔ آپکو از روے مکاشفہ ظاہر ہو گیا کہ اسکا
لڑکا فلاں جگہ مر گیا ہے اور بجز ہڈیوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا

آپ نے بعجز و انکسار درگاہ باری میں دعا کی اور جناب باری نے قدرت کاملہ سے انکی دعا قبول کی اور مردہ کو زندہ کیا اور اسکی ماں سے ملادیا
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید (شعر) دیگراں ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد
جب سے آپکا لقب محی العظام اور راجہ یار گو رہو گیا۔ آپ سلسلہ فردوسیہ کے بزرگ تھے ۷۹۶ھ میں بزمانہ فیروز شاہ تغلق انتقال فرمایا۔ لوگوں میں جو یہ بات مشہور ہے کہ سلطانجی نے اپنے خلیفہ اعظم و جانشین حضرت روشن چراغ دہلی اور مرید خاص الخاص حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہم کو آپکی خدمت میں حصول فیض کیلئے بھیجا تھا۔ اور آپکی حالت مجذوبانہ تھی۔ کھچڑی کھارہے تھے رال بہہ رہی تھی۔ ان دونوں سے کہا کہ کھاؤ حضرت امیر نے نہیں کھایا اور حضرت چراغ دہلی نے کھالیا چنانچہ وہ کامل اکمل ہوگئے۔ محض غلط و بے بنیاد ہے اور آپکی عظمت و شان بڑھانیکے لئے تراشی گئی ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ملفوظات حضرت چراغ دہلی و سیر الاولیا میں کسی جگہ کچھ تذکرہ نہ ہوتا۔ دوسرے حضرت سلطانجی کی شان اور درجہ اس لایق تھا کہ خود نہ دیکھتے اور دوسرے بزرگوں پاس اپنے مریدوں کو حصول فیض کیلئے بھجواتے۔ اور علاوہ ازیں آپکے انتقال کے ۷۰ برس پہلے سلطانجی صاحب کا انتقال ہوچکا تھا اور اس سے دس پانچ برس پہلے بھیجا سمجھنا چاہیئے تو اس قدر آپکی طویل العمر ہونیکا بھی کوئی ثبوت نہیں +

شیخ رکن الدین فردوسی رح

آپ شیخ بدر الدین سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں دہلی میں رہتے تھے۔ جب سلطان کیقباد نے کیلوکھڑی نیا شہر بسایا تو آپ بھی شہر سے آکر دریا کے کنارے رہنے لگے۔ آپ کا اور سلطانجی کا چنداں میل جول نہ تھا اور آپکے نوجوان لڑکوں اور مریدوں کو سلطانجی سے بغض تھا۔ لکھا ہے کہ آپکے لڑکے اور مرید اکثر کشتی میں سوار ہوکر گانا سنتے اور حال کھیلتے ہوئے سلطانجی کے مکان کے نیچے سے گزرتے تھے۔ بہت دن اسیطرح گزر گئے۔ جب سلطان جی کی نظر اُن لوگوں پر پڑی تو سر اٹھا کر فرمایا کہ ایک شخص برسوں سے خونِ جگر پیتا ہے اور اپنی جان کھپاتا ہے اور دوسرے جو نوجوان ہیں یہ کہتے ہیں کہ تجھ میں کیا بات ہے جو ہم میں نہیں پھر آپ نے ہاتھ سے اُنکی طرف اشارہ کیا کہ جاؤ جس وقت شیخ رکن الدین کے لڑکے شور و غل کرتے ہوئے اپنے گھر پہنچے اور کشتی سے اُترے چاہتے تھے کہ غسل کریں جونہی پانی میں اترے اسی وقت غرق ہوگئے۔

سلسلہ فردوسیہ کے جسقدر لوگ ہندوستان میں ہیں سبکا سلسلہ آپ تک پہنچتا ہے اور آپ اس طریقہ میں بہت بزرگ رتبہ اور عالی مقام تھے۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین تغلق ۷۲۴ھ میں

انتقال فرمایا۔ آپکا مزار موضع کیلوکھڑی میں سکھوں کے مندر کے شمال کی جانب کھیتوں میں ہے ::

قاضی محی الدین کاشانی رح

آپ سلطانجی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ علم و زہد و تقویٰ میں مشہور تھے شہر کے پڑھے لکھے اور بزرگ خاندان کے آدمی تھے اور اُستاد مانے جاتے تھے۔ مرید ہوتے ہی تعلقات دنیوی سے ہاتھ اٹھایا اور سب کتابیں شیخ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالیں اور فقر و مجاہدہ کرنے لگے۔ آپکی سلطانجی سے بہت گفتگو رہتی تھی۔ سلطانجی آپکو خلافت دینا چاہتے تھے اور ایک تحریر اپنے ہاتھ سے لکھکر دی تھی کہ مضمون اسکا یہ ہے۔ چاہیئے کہ تارک دنیا رہو۔ دنیا اور ارباب دنیا کی طرف مائل نہو۔ اور گانو وغیرہ نذر میں قبول نہ کرو اور بادشاہوں سے کچھ نہ لو۔ اور اگر مسافر تمھارے پاس آئیں اور تمھارے پاس کچھ نہو تو اس حال کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھو فان فعلت ما امرتك ان تفعل كذالك فانت خليفتی وان لم تفعل فالله خليفتی

جب آپ پر فقر و فاقہ کی بہت زیادتی ہوگی اور آپکے متعلقین بہت تھے جو ناز و نعمت کے عادی تھی برداشت نہ کرسکے۔ تو آپکے ملاقاتیوں میں سے ایک شخص نے یہ حال سلطان علاء الدین تک

پہنچا۔ بادشاہ نے اودھ کی قضاءت جو آپکی موروثی خدمت تھی آپکو دی۔ جب یہ خبر آپکو پہنچی تو پیر کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ بلا درخواست ایسا ہوا ہے۔ مخدوم کا کیا حکم ہے۔ سلطانجی نے فرمایا کہ ضرور اس قسم کا خیال تمھارے دل میں گزرا ہے جب یہ بات ظاہر ہوئی ہے اور یہ کہکر سلطانجی نے اُس خلافت نامہ کو آپ سے لے لیا اور ایک گوشہ میں رکھدیا جسکی وجہ سے قاضی صاحب کی زندگی خراب ہوگئی اور پریشانی میں مبتلا ہوگئے ایک سال تک سلطانجی رحمتہ اللہ علیہ قاضی صاحب سے کشیدہ خاطر رہے بعد ایک سال کے بحضور مہربان ہوگئے اور تجدید بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور سلطانجی کی حیات میں ہی بزمانہ سلطان علاءالدین خلجی ۷۱۹ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اس راستہ میں دائیں طرف ایک چاردیواری میں ہے جو درگاہ سلطانجی سے شیخ سرائے کو جاتا ہے

شیخ صدر الدین حکیم رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفا میں سے ہیں اور سلطانجی کے بھی منظور نظر ہوئے ہیں۔ آپکے والد سوداگر تھے اور سلطانجی کے مرید تھے بہت بڈھے ہوگئے تھے اور کوئی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اکثر اس بات کا رنج رہتا تھا۔ ایک روز سلطانجی پر حالت طاری تھی۔ یہ حاضر تھے۔ سلطانجی نے اپنی پشت انکی پشت پر ملی

اور لڑکا ہونیکی بشارت دی۔ چونکہ پیر کی خدمت میں اعتقاد کامل تھا
بیوی کے پاس گئے اور درگاہ الہی سے بچہ ہونیکی امید بندھی۔
جب لڑکا ہوا اسکو سلطانجی کی خدمت میں لائے۔ سلطانجی نے
اسکو اپنی گود میں لیا۔ جبتک لڑکا گود میں رہا تو وہ سلطانجی کا جمال
اسطرح دیکھتا رہا کہ گویا کچھ سمجھ رہا ہے اور حاضرین مجلس اسبات
کو دیکھ رہی تھی سلطانجی نے اپنے جبہ میں سے ایک ٹکڑا اکھاڑ کر
اسکے لئے اپنے ہاتھ سے ایک کرتا سیا۔ اور لڑکے کو شیخ نصیرالدین
چراغ دہلی کے سپرد کیا اور جلیل الشان ہونیکی خبر دی۔

لکھا ہے کہ ایکدفعہ آپکو پریاں سیکھئی تھیں تاکہ انمیں سے
جو ایک بیمار تھی اسکا علاج کریں۔ جب آپکا علاج موافق پڑا اور
بیمار اچھا ہو گیا تو آپکو ایک خط لکھکر دیا کہ اس کتے کو جو شہر کے
فلاں کوچہ میں پڑا رہتا ہے دکھادو۔ آپ خط لائے اور جس کتے کا
پتہ دیا تھا اسکو دکھایا۔ جب کتے نے وہ خط دیکھا تو چلا اور ایک
جگہ ٹھہر گیا اور زمین کو کھودا اور خزانہ کا پتہ دیا جو زمین کے نیچے تھا چونکہ
درویشوں کی عالی ہمت ہوتی ہے۔ آپ نے اس خزانہ پر التفات نہ کیا
آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۵۹ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار آپکا
قاضی محی الدین کے مزار سے آگے کچے راستہ شیخ سرائے میں
چراغ دہلی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عمارت منہدمہ میں جو بائیں
طرف پڑتی ہے ادھر اسکا آج کل گرا ہوا ہے اسکے نیچے دب گیا ہے

شیخ صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ صدر الدین خلف شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید و خلیفہ ہیں حضرت چراغ دہلی کے ہمعصر و ہمسایہ تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ انسے بھی فیض کامل پایا ہے۔ آپ ملتان سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ بہت بڑے بزرگ اور عالی مرتبہ تھے مگر آپ ذرا بھی تکلیف و ایذا کی برداشت نہ کرتے تھے جو سلطان محمد تغلق مشائخوں کو پہنچاتا تھا اور سلطان سے سختی سے پیش آتے تھے اور بخلاف آپکے حضرت چراغ دہلی اپنے پیروں کی نصیحت کے موافق سب برداشت کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار جاتا تھا اور وہ گھوڑا بہت خوبصورت و خوش رفتار تھا کہ دفعتًہ اس سوار نے اسکے ایسا کوڑا مارا کہ اسکا نشان گھوڑے کے پیٹھ پر ہو گیا۔ آپ اس سوار پر غصہ ہوئے اور وہ گھوڑے پر سے گر گیا اور اس کوڑے کے زخم کا نشان آپکے جسم پر پڑا ہوا دیکھا گیا۔ آپ نے بزمانہ سلطان محمد تغلق سنہ ۷۵۲ھ میں رحلت کی آپ کا مزار اسی خام راستہ سے چراغ دہلی جاتے ہوئے داہنی طرف سرحد شیخ سرائے میں بگوشہ شمال و مشرق ایک گنبد جالی دار میں ہے جسمیں ایک قبر کسی اور کی ہے اور کیواڑ دروازہ گنبد کے نہیں ہیں +

مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رح

آپ سلطان جی کے سب سے بڑے اور مشہور خلیفہ و جانشین ہیں اور انکے بعد آپ ہی صاحب ولایت دہلی ہوئے ہیں۔ آپ شیخ کا بہت اتباع کرتے تھے اور پابند شریعت و سنت تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپکے پیر بھائیوں نے مجلس سماع منعقد کی اور دف کے ساتھ گانا سننے لگے تو آپ اس مجلس میں سے اٹھ کھڑے ہوئے یاروں نے بیٹھنے کو کہا تو آپ نے فرمایا کہ خلاف سنت ہے۔ یاروں نے کہا کہ تم سماع سے منکر ہوگئے اور پیر کے مشرب سے پھر گئے تو آپنے فرمایا کہ یہ حجت نہیں ہوسکتی قرآن اور حدیث کی دلیل لاؤ۔ بعض لوگوں نے یہ بات سلطان جی تک پہنچائی کہ شیخ محمود ایسا کہتے ہیں سلطان جی کو حقیقت معاملہ معلوم تھی۔ فرمایا جو وہ کہتا ہے سچ کہتا ہے حق بات وہی ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آکر کہا کہ یہ کب جائز ہے کہ مزامیر ہوں اور صوفی رقص کریں تو آپ نے فرمایا کہ مزامیر جمہور علماء کے نزدیک جائز نہیں اگر کوئی شخص طریقت سے گرجائے تو شریعت میں تو رہے اگر شریعت سے بھی گرجائے تو کہاں رہے۔ اول تو سماع ہی میں اختلاف ہے اور عالموں کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جو اسکا اہل ہو اسے مباح ہے۔ لیکن مزامیر جمہور علماء کے نزدیک تمام ائمہ

آپکی بزرگی و فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ جب مخدوم جہانیاں جہاں گشت جنہیں چودہ خانوادوں کی نعمت تھی مکہ معظمہ میں تھے تو اس وقت باوجودیکہ بہت سے اولیاء اللہ دہلی میں تھے امام عبداللہ یافعی نے مخدوم جہانیاں سے فرمایا تھا کہ اس وقت نصیرالدین محمود سے دہلی کا چراغ روشن ہے۔ جب سے آپ روشن چراغ دہلی مشہور ہو گئے۔ آپکو استغراق اس درجہ تھا کہ ایک شخص آپکے حجرہ میں گھس گیا اور گیارہ زخم آپکے لگائے اور آپکو خبر نہوئی جب خون بہہ کر حجرے سے باہر آیا تو مریدوں کو خبر ہوئی اندر جا کر اس شخص کو پکڑا اور چاہا کہ سزا دیں مگر آپ نے منع کیا اور اسکو بہت سا انعام دیا کہ مبادا میرے مارنے وقت اسکو تکلیف ہوئی ہو۔

آپ نے بزمانہ فیروز شاہ ۷۵۷ھ میں وفات پائی۔ مزار آپکا موضع چراغ دہلی میں مشہور ہے۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ بھانجے اور خلیفہ حضرت چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپکا ذکر مجالس و ملفوظات شیخ میں لکھا ہوا ہے۔ آپکا مزار مقابل گنبد حضرت چراغ دہلی جانب جنوب ایک گنبد کے نیچے ہے جو شت چونہ کا ہے ✣

شیخ کمال الدین علامہ

آپ بہت بڑے بزرگ اور حضرت چراغ دہلی کے سب سے بڑے خلیفہ اور حقیقی بھانجہ ہیں۔ آپ علم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول میں یگانہ روزگار تھے اس لئے آپ خطاب علامہ سے مخاطب ہوئے۔ خلافت ملنے کے بعد آپ گجرات تشریف لیگئے اور وہاں آپکی بہت تعظیم و قدر ہوئی اور بہت لوگ آپکے مرید ہوئے پھر آپ دہلی تشریف لائے اور یہاں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے آپ کے خلفاء کی اولاد احمد آباد میں موجود ہے۔ آپ نے بزمانہ فیروز شاہ تغلق ۷۵۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار گنبد مزار شیخ زین الدین کے برابر جانب مشرق مجھر سنگ بانسی میں ہے۔

قاضی محمد ساوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں بہت بڑے عالم فاضل متقی اور پرہیزگار تھے اور بہت لوگ آپکی توجہ سے باخدا ہو گئے چنانچہ خواجہ اختیار الدین عمر ایرجی آپکے کامل خلفا میں سے ہیں۔ خدام آپکو استاد کمال الدین علامہ بتاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ آپ نے بزمانہ سکندر شاہ بہلول

سنہ ۸۰۰ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار مجر کمال الدین علامہ کے باہر سرہانے کی طرف خشت وچونہ کا ہے ؛

شیخ یوسف قتال رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی جلال الدین لاہوری کے مرید ہیں دہلی میں قریب ست پلہ آکر مقیم ہوئے تھے اسی جگہ ایک اور بزرگ کہ انکا نام بھی جلال الدین تھا تشریف لائے اور یوسف قتال کو بہت نعمت عطا کی اور کامل کیا۔ آپ نے بزمانہ بابر بادشاہ سنہ ۹۳۳ھ میں وفات پائی آپ کا مزار چراغ دہلی سے گوشہ جنوب ومغرب میں موضع کھڑکی بند کے قریب ایک گنبد میں ہے جسکے سنگ سرخ کے ستون اور جالیاں ہیں اور کواڑ نہیں ہیں۔ عوام الیسف اولیا کی درگاہ کہتے ہیں +

شیخ علاء الدین اجودھنی رح

آپ نبیرہ زادہ شیخ فرید الدین شکر گنج کے ہیں۔ آپ اپنے زمانہ کے فرد اور یکتا تھے بہت خوش اخلاق وفرشتہ سیرت تھے اور نہایت مہذب ومودب درویشانہ اخلاق وکمالات بچپن سے

میر سید عبد الاول رحمۃ اللہ علیہ۔ آپکا مزار اس احاطہ میں ہے جو شیخ سرائے سے راستہ خام کھنڈل کو جاتا ہے اس راستہ پر تھوڑی دور جاکر بائیں طرف ایک بڑا احاطہ گرد غریباں کا ہے جسمیں صدہا قبریں ہیں + مولف

آپ میں پائے جاتے تھے اور نہایت بردبار، رحمدل اور سخی تھے اور جو چیز حظ نفس و آسایش بدن کی ہوتی اسکو پاس نہ آنے دیتے تھے۔ اور آپکو لوگ فرید ثانی کہتے تھے۔ آپکو روح خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ علیہ سے خاص تعلق و فیضان و کامل اعتقاد تھا لکھا ہے کہ ایک روز ایک فقیر آپکے پاس آیا اور اسکے پاس تریاق تھا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی تریاق ہے آؤ امتحان کریں۔ چنانچہ ایک چڑیا پکڑ کر لائے اور تھوڑا زہر اسکے حلق میں ٹپکایا پھر خواجہ صاحب کے کاک کا ایک ٹکڑا پانی میں گھولکر اس چڑیا کو دیا فوراً زندہ ہو گئی۔ آپ نے بزمانہ شیرشاہ ۹۴۸ھ انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار شیخ سرائے کی آبادی سے جانب غرب ملا ہوا ہے اور چراغ دہلی سے تھوڑی دور غرب میں ہے سنگ سرخ کی جالیاں ہیں۔ اندر گنبد چھہ مزار ہیں جس قبر کے گرد کٹہرہ پتھر کا ہے وہ آپکی ہے۔

شیخ نظام الدین شیرازی رح

آپکا ظاہر و باطن اوصاف حمیدہ و صفات علیہ سے آراستہ تھا اور راہ و روش تصوف کو خوب جانتے سماع کے بہت شائق تھے

بی بی اولیاء رحمتہ اللہ علیہا نہایت عابدہ زاہدہ تھیں چلہ کھینچتیں تو صرف چالیس لونگیں اپنے پاس رکھتیں اور دروازہ حجرہ کا بند کر لیتیں جب چالیس دن باہر آتیں تو لونگیں بچ جاتیں مزار قلعہ علاء الدین کے باہر لکھا ہے مگر تحقیق معلوم نہیں ہوا موف

اور تقریر کر سنیں بہت ممتاز تھے۔ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تھے اور یاران اعلیٰ سلطان جی میں بہت ممتاز تھے اور انکی نظر خاص سے ملحوظ و محظوظ تھے

آپ نے بزمانہ علاءالدین خلجی ۷۱۱ھ میں وفات پائی مزار انکا راستہ قطب صاحب میں بائیں طرف موضع کھڑیڑہ میں ہے

مخدوم سبزوار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اولیاء کاملین سے ہیں آپکا اسم شریف سید محمود ہے اور مقام سبزوار کے رہنے والے ہیں۔ زیادہ حالات آپ کے باوجود دریافت معلوم نہیں ہوئے۔ امید ہے کہ انشاءاللہ اگلے طبع میں ہدیہ ناظرین ہونگے۔ مزار آپکا متبرک قطب صاحب پر موضع جنپوڑہ میں جو بائیں طرف ہے بڑی چار دیواری و خانقاہ میں ہے

شیخ حسن طاہر رحمۃ اللہ علیہ

آپ راجی حامد شاہ چشتی کے مرید ہیں اور راجی سید نور بن حامد شاہ سے بھی خلافت پائی ہے آپکے والد ماجد ملتان سے تحصیل علم کیلئے دہلی آئے تھے۔ مدت تک بہار میں رہے۔ شیخ حسن بہار میں پیدا ہوئے جب سن تمیز کو پہنچے تحصیل علم میں مشغول ہوئے شیخ الہداد شارح ہدایہ وغیرہ آپکے ہمسبق اور ہمصحبت تھے

اس اثناء میں فقر کا شوق پیدا ہوا درویشی کو اختیار کیا اور کامل ہو گئے پہلے آپ آگرہ میں رہے پھر دہلی آگئے اور برج کھمنڈل میں سکونت اختیار کی۔

آپ نے بزمانہ سکندر لودھی سنہ ۹۰۹ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار راستہ قطب صاحب میں مسجد بیگم پور سے آگے سڑک کے بائیں طرف بیجے منڈل سلطان محمد تغلق میں ہے جہاں آپکا قیام تھا یہیں آپکے خاندان کے اور لوگ آسودہ ہیں۔

شیخ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ حسن طاہر کے بڑے صاحبزادے ہیں اور شاہ خیالی دہر دم خیالی بھی آپکو کہتے ہیں۔ آپ اپنے والد کی طرف سے چشتیہ خاندان کے ہیں لیکن سلسلہ قادریہ کی طرف بھی ارتباط تھا اور مشایخ قادریہ سے صحبت و خلافت تھی۔ آپ اپنے وقت کے عارف کامل اور بہت عالی مشرب تھے جب آپ خلوت سے باہر آتے تھے جس ہندو مسلمان کی نظر آپ پر پڑ جاتی تھی تکبیر کہہ اٹھتا تھا۔ آپکے بہت سے مرید تھے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے چچا شیخ فضل اللہ عرف شیخ منجھو آپ ہی کے مرید تھے آپ نے بزمانہ ہمایوں بادشاہ سنہ ۹۴۲ ہجری میں انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد کے برابر مدفون ہوئے۔

شیخ ضیاء الدین رومی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ ہیں اور مشائخ کبار میں سے ہوئے ہیں۔ سلطان قطب الدین بن علاء الدین خلجی آپکا مرید و معتقد تھا۔ سلطانجی فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ضیاء الدین رومی سے سنا ہے کہ اُنکا ایک یار تھا اور اسکو سماع میں بہت حال و ذوق پیدا ہوتا تھا اسکے مرنیکے بعد اُنھوں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں بہت عالیشان محل ملا ہے مگر مغموم بیٹھا ہے۔ اُنھوں نے اُس رتبہ کے پانیکی مبارکباد دی اور پوچھا کہ مغموم کیوں بیٹھے ہو تو کہا یہ سب کچھ تو پایا لیکن وہ نسبت اور حال جو سماع میں میسر تھا نہیں پایا۔ آپکی عمر قریب ایک سو پینتیس سال کی ہوی اور آپ نے بزمانہ قطب الدین مبارک شاہ ۷۲۱ھ میں وفات پائی۔ آپکا گنبد مزار لب سڑک پختہ قطب صاحب مقام بی بی نور سے نصف میل دہلی کی طرف بائیں جانب پڑتا ہے ؛

سید یوسف بن جمال الحسینی رح

آپ بہت بڑے بزرگ و عالم و صاحب تصانیف تھے۔ مولانا جلال الدین رومی کے شاگرد تھے جو مولانا قطب الدین رازی کے

شاگرد تھے آپکے آبا واجداد نے مشہد سے آکر ملتان میں سکونت اختیار کر لی تھی سلطان فیروز کے زمانہ میں آپ سپاہیانہ وضع میں دہلی آئے۔ جب آپکی بزرگی و علم کا حال معلوم ہوا تو آپکو اس مدرسہ میں مدرس کر دیا جو اس بادشاہ نے حوض خاص پر بنوایا تھا۔ آپ نے برسوں وہاں پڑھایا۔ آپ ہر جمعہ کی رات کو آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھتے تھے۔ آپ نے بزمانہ فیروز شاہ تغلق ۷۸۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار حوض خاص علاقہ پر ہے جو بیجے منڈل کے سامنے سڑک کے داہنی طرف تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے یہیں مقبرہ فیروز شاہ کا ہے +

شیخ نجیب الدین متوکل رح

آپ بابا فرید شکر گنج کے چھوٹے بھائی اور خلیفہ اعظم ہیں۔ آپ بیحد متوکل تھے ستر برس شہر میں رہے مگر کوئی چیز از قسم جنس نہ رکھتے تھے اور باوجو عیالداری کے خوش رہتے تھے۔ یہانتک کہ یہ نہ جانتے تھے کہ آج کونسا دن ہے اور کونسا مہینہ ہے اور روپیہ کیسا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ عید کے دن چند درویش آپکے مکان پر آئے اور اس دن آپکے ہاں کچھ نہ تھا۔ آپ کوٹھے پر جا کر عبادت میں مشغول ہو گئے اور دل میں کہا کہ اسطرح عید کا دن گزر جائے اور میرے بچوں کے حلق میں دانہ نہ جائے اور مسافر آئیں تو یونہی نامراد

جائیں۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی کوٹھے پر چلا
آتا ہے اور اُس نے یہ شعر پڑھا **شعر**

دل گفت اگر مرا نمائی بینم ۔۔۔۔ یا دل گفتم دلا خضر را بینی

اور کہا تیرے توکل کا ڈھنڈورا عرش پر بجتا ہے اور تو نے
اس بات کا خیال کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے کہ اپنے
واسطے خیال نہیں کیا یاروں کے آجانے سے خیال آگیا۔
لکھا ہے کہ وہ بوڑھے آدمی خواجہ خضر تھے۔

سلطان جی فارغ التحصیل ہونیکے بعد اپنے مرید ہونے
سے پہلے آپکی خدمت میں گئے اور کہا کہ میرے لئے دعا کیجے
کہ میں کہیں کا قاضی ہو جاوں تو آپ خاموش ہو گئے۔ سلطانجی
سمجھے کہ شاید سنا نہیں اسلیئے پھر کہا تو اس دفعہ آپ مسکرائے
اور فرمایا تو قاضی نہو کچھ اور ہو۔

سلطانجی کو جب خلافت نامہ ملا ہے تو یہ حکم بھی ملا تھا کہ آسے
مولانا جلال الدین کو ہانسی میں اور قاضی منتجب کو دہلی میں دکھا دینا
تو سلطانجی کے دل میں خیال آیا تھا کہ شیخ نجیب الدین کا ذکر
نہیں کیا شاید انسے کچھ ناراض ہیں مگر جب دہلی آئے تو سنا کہ
۹ رمضان کو شیخ متوکل کا انتقال ہو گیا۔ وفات آپکی ۶۷۱ھ
زمانہ غیاث الدین بلبن میں ہوئی۔ آپکا مزار مقام بی بی نور
سے تھوڑی دور جانب دہلی ایک چار دیواری میں ہے اور مزار

درخت جال چھائے ہوئے ہیں۔ چار مزار برابر ہیں جنمیں سے
قبلہ کی سمت کے مزار کے برابر میں آپکا مزار ہے۔ دو آپ کے
صاحبزادوں شیخ احمد و شیخ محمد کے مزار ہیں۔ چوتھا شاید ہو یکا ہو

بی بی زلیخا رحمۃ اللہ علیہا

آپ سلطانجی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ ہیں۔ آپ کو خدائے تعالیٰ سے ایک خصوصیت حاصل تھی۔ آپکو کوئی کام پیش آتا تو اس کا سب حال خواب میں دیکھ لیتیں اور آپکو اختیار دیا جاتا کہ جیسا چاہیں وہ ہو۔ سلطانجی کو جو حاجت پیش آتی اور اپنی والدہ صاحبہ سے عرض کرتے وہ حاجت ایک ہفتہ کے اندر انتہا ایک مہینے کے اندر پوری ہوجاتی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ صاحبہ کو کوئی حاجت پیش آتی پانسو دفعہ درود پڑھتیں اور اپنا دامن مبارک پھیلا کر دعا مانگتیں حاجت پوری ہوجاتی جس روز گھر میں غلہ نہوتا تو وہ فرماتیں کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں اور مجھے اس بات سے ایک لطف حاصل ہوتا اور اسی روز کوئی آدمی ایک روپیہ کا غلہ ہمارے گھر میں دیجاتا اور ہم چند روز متواتر اسکو کھاتے۔ سلطان قطب الدین خلجی دو باتوں سے سلطان جی سے ناراض ہوگیا تھا۔ ایک یہ کہ بادشاہ نے قلعہ سری میں ایک جامع مسجد بنوائی تھی اور پہلے جمعہ کو سب مشائخ و علما کو طلب کیا

تھا کہ یہاں آکر نماز پڑھیں۔آپ نے جواب بھیجدیا تھا کہ میرے پاس مسجد ہے اسکا حق ہے اسجگہ نماز پڑھونگا۔اور وہاں نہ گئے دوسرے یہ کہ ہر مہینے کی چاندرات کو تمام ائمہ ومشایخ اور صدور واکابر نئے چاند کی مبارکباد دینے کو بادشاہ کی خدمت میں جاتے تھے مگر سلطان جی نہیں جاتے تھے۔آپکے خادم خواجہ اقبال جاتے تھے۔حاسدوں نے یہ باتیں بادشاہ کو جتا کر دشمنی کرادی بادشاہ کو غرور آگیا اور کہا کہ اگر اگلے مہینے میں نہ آیگا تو اس کو اسطرح لادلونگا کہ میں ہی جانتا ہوں یہ خبر آپکو پہنچی۔آپ نے کچھ نہ کہا اور والدہ صاحبہ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اس بادشاہ کا ارادہ اگلے مہینے میں مجھے ایذا پہنچانیکا ہے۔اگر اگلے مہینے تک بادشاہ نہ مرا تو میں آپکی خدمت میں نہ آونگا۔اور یہ بات بہت ناز اور لاڈ کے ساتھ کہی اور اپنے گھر چلے آئے۔قضاء الٰہی سے اگلی چاندرات کو بادشاہ پر آفت نازل ہوئی اور خسرو خان نے جو اسکا مقرب تھا اسکو مارڈالا اور قلعہ کے نیچے پھینکدیا۔

آپ نے بزمانہ سنہ میں انتقال فرمایا آپکا مزار مقبرہ بی بی نور کے صحن میں چبوترہ پر ہے۔اور برابر میں آپکی صاحبزادی بی بی جنت کا مزار ہے۔زیر چبوترہ بی بی زینب آپ کی نواسی کا مزار ہے۔بی بی نور کا اخبار الاخیار میں کوئی حال نہیں لکھا روضہ اقطاب میں بذکر شیخ نجیب الدین متوکل بی بی نور د

بی بی حور دختران شیخ شہاب الدین سہروردی لکھا ہے اور کوئی حال انکا نہیں لکھا۔ واللہ اعلم +

شیخ عین الدین قصاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ زہد و ریاضت و کشف میں لاثانی تھے اور جو کچھ فرما دیتے ویسا ہی ہوتا چنانچہ قاضی فخر الدین قضاءت ملنے سے پہلے آپکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور التماس کی کہ میرے لئے دعا کیجے کہ مجھے قضاءت ملجائے۔ آپ نے فرمایا جاؤ قاضی ہو گئے۔ پس تھوڑی مدت میں آپ قاضی ہو گئے۔ اسیطرح جو شخص آپکی خدمت میں آتا محروم نہ جاتا تھا۔

آپ کا سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔ آپ کا مزار مقبرہ بی بی لاڈو کے قریب قطب صاحب کی طرف لب سڑک داہنے ہاتھ کو اونچائی پر گنجان درختوں میں چھپا ہوا ہے +

سید حسین پا برہنہ مشہدی رح

آپ مشہد مقدس سے سلطان سکندر کے وقت میں دہلی تشریف لائے تھے بادشاہ کی صحبت آپکو بھلی نہ معلوم ہوئی تو آپ نے اسجگہ اقامت کی اور گوشہ گزینی اختیار کی۔ امراءِ عہد سکندر لودھی کی بعض عورتیں آپکی معتقد ہو گئی تھیں۔ آپ

اندرون قلعہ زراعت کرتے تھے اور اسکی آمدنی فقراء میں صرف کرتے تھے۔ مولانا جمالی اکثر آپ سے ناشایستہ مذاق کرتے تھے اور آپ اس سبب سے بہت رنجیدہ و غصہ ہوتے تھے۔ آپنے بزمانہ ہمایوں بادشاہ سنہ ۹۴۲ ہجری میں وفات پائی۔ آپکا مزار لاٹھ کے قریب جو ایک عالیشان دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس دروازہ کے شرق میں ہے۔

شیخ علی سنجری رحمتہ اللہ علیہ

آپ خواجہ معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری کے رشتہ دار ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ہمسایہ۔ خواجہ صاحب اکثر آپکے مکان پہ آتے رہتے تھے۔ خزینہ میں آپ کا نام خلفاء خواجہ معین الدین چشتی میں درج ہے اور روضہ میں لکھا ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین کے مصاحب تھے اور جسکو خواجہ صاحب خلافت دیتے تھے یہ حکم دیتے تھے کہ آپکی مہر بھی کرائے۔

آپ کا سن وفات معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپ کا لاٹھ کے جنوب میں آبادی کی طرف آتے ہوے ایک چاردیواری کے اندر ہے۔

سلطان شمس الدین التمش رح

آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بادشاہ وقت تھے

مگر کبھی بے وضو نہیں رہتے۔ اور خود دستکاری کرکے اپنا پیٹ
پالتے اور پابند شریعت رہتے خواجہ صاحب کے وصال کے بعد
آپ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا۔ جب نماز پڑھنے کا وقت آیا تو خواجہ
صاحب کے خلیفہ شیخ ابو سعید تبریزی نے فرمایا کہ خواجہ صاحب
کی یہ وصیت ہے کہ میرے جنازہ کا امام وہ شخص ہو جس نے کبھی
حرام نہ کیا ہو اور عصر کی سنتیں اور جماعت کی تکبیر اولی کبھی فوت
نہ کی ہو۔ اسکو سنکر تھوڑی دیر سب خاموش رہے اور بظاہر کوئی
آمادہ نہیں ہوا۔ آخر بادشاہ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا
تھا کہ میرے حال پر کوئی مطلع نہو۔ مگر خواجہ نے افشا فرمادیا۔ پھر
آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سنہ ۶۳۶ھ میں آپ نے انتقال فرمایا
لاٹھ کے قریب آپ کا مقبرہ ہے کہ جسکا گنبد نہیں رہا ہے۔

بابا حاجی روزبہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ دہلی کے قدیم اولیاؤں میں سے ہیں اویسی المشرب تھے
اور بہت عالی ہمت و منزلت۔ راجہ پتھورا کے وقت میں یہاں
تشریف لائے تھے قلعہ کی خندق میں آپکی گپھا تھی بہت سے
کافر آپکی وجہ سے مسلمان ہو گئے تھے اور اُس وقت کے نجومیوں نے
آپکے آنیکو فال بد تصور کرکے راجہ پتھورا سے کہا کہ اس شخص کے
آنیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانوں کی عملداری ہوجائیگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ کی بیٹی نے آپکے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوگئی تھی اور آپکے قبر کی برابر جو دوسری قبر ایک عورت کی ہے وہ اسی کی قبر ہے۔ واللہ اعلم۔
آپ بعد انتقال اسی جگہ قلعہ کی خندق میں جانب غرب دفن ہوے سنہ وفات معلوم نہیں ہوا۔

شیخ شہاب الدین جھگو رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ فخر الدین کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپکا لقب اس وجہ سے جھگو ہوا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق کا حکم تھا کہ مجکو محمد عادل کہا جائے آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ظالم کو عادل نہیں کہونگا بادشاہ نے آپکو قلعہ سے نیچے پھینکوا دیا اور آپکا انتقال ہوگیا۔
سنہ وفات معلوم نہیں ہوا ہے +

شیخ شہاب الدین عاشق خدا رح

آپ شیخ امام الدین ابدال کے فرزند و خلیفہ ہیں اور اپنے وقت میں شیخ نامدار و یگانۂ روزگار تھے آپ نے شیخ بدر الدین غزنوی سے بھی فیض پایا ہے اور مدارج اعلےٰ پر پہنچے ہیں عشق و محبت حقیقی و مجازی انتہا درجہ کا تھا۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپنے والد صاحب کے عرس میں حاضرین کیلئے روٹی سالن پکوایا تھا

اور لوگ بہت آگئے تھے - خادم نے آکر کھانیکی کمی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ روٹیوں پر شیخ کی روٹیاں ڈھانک دو اور دیگ پر سرپوش رکھدو اور روٹی سالن کو نہ دیکھو بسم اللہ کہکر خلق اللہ کو دینا شروع کردو اسمیں برکت ہوگی اور سبکو ملجائیگا - خادم نے ایسا ہی کیا کہ روٹیوں کو چھپائے رکھا - اور سرپوش دیگ سے نہ اُٹھایا اور سب کو کافی ہوگیا - آپکا مزار نزدیک عیدگاہ شمسی جانب شمال ایک چھوٹے سے گنبد میں ہے

شیخ اوحد الدین کرمانی رح

آپ شیخ رکن الدین سنجاسی کے مرید ہیں وہ مرید شیخ قطب الدین سہروردی کے اور وہ مرید شیخ ابو النجیب سہروردی کے تھے - آپ بہت بڑے مشائخین اور علماء صوفیہ سے تھے - اور آپ کو خوبصورت آدمی بہت پسند تھا ایک روز ایک معشوق کی طرف دیکھ رہے تھے - شیخ شمس الدین تبریزی نے اُنسے پوچھا کہ کیا کررہے ہو - آپ نے جواب دیا کہ اسکو پانی کے کٹورہ میں دیکھ رہا ہوں - شیخ تبریزی نے کہا کہ اگر تم اسپر پہل نہیں رکھتے تو آسمان پر کیوں نظر نہیں کرتے کہ چاند بے حجاب نظر آئے - لکھا ہے کہ جب سماع میں آپکو وجد آتا تو لوگوں کے کپڑے پھاڑ ڈالتے اور اپنا سینہ اُنکے سینہ پر رکھدیتے تھے - جب آپ بغداد

میں پہنچے۔ اور خلیفہ بغداد کا بیٹا خوبصورت تھا تو خلیفہ نے آپکی عادت سنکر کہا کہ یہ شخص بدعتی اور کافر ہے اگر میرے لڑکے کے ساتھ میری مجلس میں یہ حرکت کریگا تو اسکو مروا دونگا۔ جب سماع ہوا تو پھر خلیفہ کے دل میں وہی خیال آیا۔ شیخ کو کرامت سے معلوم ہوگیا اور یہ رباعی پڑھی

رباعی

سہل ست مرا بر سر خنجر بودن
دریاے مراد دوست بے سر بودن
تو آمدہ کہ کافرے را بکشی
غازی چو تو نار واست کافر بودن

یہ سنکر خلیفہ و پسر خلیفہ آپکے قدموں میں گر گئے اور مرید ہوگئے آپ نے بزمانہ شمس الدین التمش سنہ ۶۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار عقب عیدگاہ شمسی آپ ہی کی بنائی ہوئی مسجد میں بتاتے ہیں

شیخ حسین خیاط رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا نام خزینہ خلفاء خواجہ معین الدین چشتی میں لکھا ہے اور روضہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا مرید لکھا ہے اور لکھا ہے کہ انکے کپڑے ہی سیتے تھے اس وجہ سے خیاط مشہور ہوگئے۔ آپکا مزار درگاہ قطب صاحب کے بڑے دروازہ شمالی کے باہر ڈھلان پر داہنی جانب چبوترہ پر ہے +

شیخ حسین دانا رحمتہ اللہ علیہ

لکھا ہے کہ آپ قاضی زادہ تھے جب آپکے والد نے انتقال فرمایا۔ تو بادشاہ وقت نے آپکو قضاءت دینی چاہی مگر آپ نے انکار کیا اور دیوانہ بنگئے۔ جب یہ خبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچی تو فرمایا کہ حسن دیوانہ نہیں بلکہ دانا ہے۔ قضاءت کو قبول نہیں کیا اور دیوانہ بنگیا ہے۔ جب سے آپکا لقب دانا ہو گیا۔ آخر کار آپ خواجہ صاحب کی خدمت میں آگئے اور خاص مصاحبوں میں شامل ہو گئے۔ آپکا مزار اندر احاطہ درگاہ قطب صاحب مسجد کہنہ کے پیچھے چبوترہ پر ہے جو جانے میں اول بائیں ہاتھ کو پڑتا ہے اور داہنی طرف مجر خواجہ صاحب کا ہے ۔۔

شیخ اللہ دیا رحمتہ اللہ علیہ

آپ بابا فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور نہایت زاہد و عارف تھے۔ خواجہ صاحب سے بہت اعتقاد تھا پیر کی رات کو آپ شکر کی تھلیا بھر کر لاتے تھے اور خادموں اور فقیروں کو بانٹ دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی ناحق ۔۔۔ کے الزام میں گرفتار ہو کر آگئے اور کوتوال نے آپ کو قید سخت کر دیا جب پیر کی رات آئی اور اشتیاق قدمبوسی خواجہ صاحب کا غالب ہوا۔ اسی رات کو دیوار قید خانہ کی توڑ ڈالی اور طوق و زنجیر آپکے علیحدہ ہو گئے اور آپ قید خانہ سے نکل آئے بازار سے شکر خریدی اور حسب معمول

ٹھلیا میں بھر کر خواجہ صاحب کے روضہ پر آئے اور شکر بانٹی جب اس کرامت کی خبر کو توال پاس پہنچی تو کوتوال اپنے فعل سے پشیمان ہوا آپ کا مزار شیخ دانا کے قریب دوسرا مزار ہے ؂

مولانا ناصح الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے صاحبزادہ اور سجادہ نشین تھے لکھا ہے کہ ایک شخص بشیر نامی بدایوں سے آپکی خدمت میں دہلی آیا کہ خرقہ حاصل کرے اس غرض سے شمسی تالاب پر مجلس منعقد کی اور وہاں بعض درویش جمع ہوئے اسی اثناء میں اس شخص نے شمسی تالاب کو دیکھکر کہا کہ یہ تالاب معمولی ہے حوض ساغر جو بدایوں میں ہے اس سے بہتر ہے۔ ایک شخص محمد کبیر حاضر تھے انھوں نے یہ بات سنکر مولانا ناصح الدین سے کہا کہ آپ اسکو خرقہ ندیں کہ بہت جھوٹا آدمی ہے۔ آپ کا مزار دروازہ مجرہ قطب صاحب میں گھستے ہی اول مزار ہے ؂

شرف الدین بقال رح

جب قطب صاحب اول دہلی تشریف لائے تو آپ ہی کی دوکان سے قرض لیتے تھے۔ اسکے بعد جب غیب سے کاک پیدا ہونے لگے تو آپ کی بیوی نے قطب صاحب کے گھر آکر انکی بیوی سے سبب

دریافت کیا اور قطب صاحب کی بیوی نے اصل حال کہدیا تھا اُس
وقت سے آپ معتقد و غالباً مرید قطب صاحب کے ہوگئے تھے آپکا
مزار بعد مزار مولانا ناصح الدین رحمتہ اللہ علیہ زیر درخت کھرنی ہے
اس مزار کے غرب مین جو قبر قریب دیوار ہے اسکا حال معلوم نہیں ہوا

شیخ بدر الدین غزنوی رح

آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید
وخلیفہ ہین - سماع سنتے تھے اور اس زمانہ کے مشایخ آپکی بزرگی
کے معترف تھے آپ وعظ فرمایا کرتے تھے اور محبت کے بارہ مین
بہت ذکر کرتے تھے بابا فرید شکر گنج بھی آپکی مجلس وعظ مین
حاضر ہوتے تھے - لکھا ہے کہ آپکی خواجہ خضر سے ملاقات تھی ایک
دفعہ آپکے والد نے آپ سے کہا کہ اگر خواجہ خضر کو مجھے دکھا دو
تو اچھا ہو - ایک روز جب مسجد میں وعظ کہہ رہے ایک شخص
آدمیوں سے دور بلند جگہ پر بیٹھا ہوا تھا آپنے اپنے والد کو اشارہ
کیا کہ خضر وہ ہیں - آپکے والد نے اپنے دل مین خیال کیا کہ وعظ
کے بعد انسے ملونگا جب وعظ تمام ہوا خضر وہانسے غائب ہوگئے
آپکی بہت بڑی عمر ہوئی - آپ کو حالت وجد مین دیکھکر لوگ کہتے
تھے کہ شیخ بڈہے ہوگئے مگر کس طرح ناچتے ہین - تو آپ نے
سنکر کہا کہ شیخ نہیں ناچتے عشق ناچتا ہے جسے عشق ہے وہی ناچیگا

آپ نے بزمانہ سلطان ناصر الدین ۷۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔ انکا مزار اندر مجر قطب صاحب پائین میں درخت کھرنی کے نیچے متصل جھالرا جو تین مزار ہیں اُن میں اول مزار آپ کا ہے۔

شیخ امام الدین ابدال رح

آپ شیخ بدرالدین غزنوی کے مرید و خلیفہ ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے کوکا اور شیخ ضیاءالدین مرد غیب کے بھانجہ۔ آپ کا اصل وطن اوش ہے اور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں پہنچکر آپ نے فائدے حاصل کئے ہیں نیز شیخ فرید الدین شکر گنج کی خدمت میں رہکر علم ظاہری و باطنی حاصل کیا ہے۔ آپ جسکو تیز نگاہ سے دیکھتے تھے وہ اولیائے زمانہ سے ہوجاتا تھا۔ ہمیشہ آپ ابدالوں کے ساتھ سیر و طیر میں رہتے تھے اور زمانہ کے عجائب و غرائب دیکھتے تھے۔ آخر عمر میں بسبب محبت اپنی والدہ بی بی ہمبل کے جو خواجہ صاحب کی دایہ تھیں چاہا کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مرید ہوجائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمھارا حصہ بدرالدین پاس ہے اُنکے مرید ہو۔ چنانچہ خواجہ صاحب کے حکم سے آپ اُنکے مرید ہوگئے اور دنیوی خواہشوں سے دست بردار ہوکر ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوگئے اور خلافت حاصل کی آپ نے بزمانہ سلطان

علاء الدین خلجی ۷۱۵ھ میں وفات پائی آپکا مزار متصل مزار شیخ بدرالدین غزنوی جانب شرق ہے +

شیخ ضیاء الدین مرزعیب رح

آپ کی نسبت سوائے اسکے کہ شیخ امام الدین ابدال آپکے بھائی تھے اور کوئی حال معلوم نہیں ہوا۔ خدام آپکو بجائے زعیب سست غیب کہنے لگے ہیں آپکا مزار امام الدین ابدال کے مزار کے برابر شرق میں ہے +

شیخ احمد رئیس رح

آپ امام الدین ابدال کے چھوٹے بھائی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے کوکا اور مرید تھے۔ خلوت وجلوت میں حاضر رہکر مثل نوکروں کی خدمت کرتے تھے اور ہر شب مجلس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک رات حضرت رسول صلعم نے آپ سے خواب میں فرمایا کہ صبح قطب الدین سے ہمارا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم ہر رات کو جو تحفہ میرے ملئے بھیجتے تھے تین رات سے نہیں پہنچا تغافل نہ چاہیئے۔ جب آپ بیدار ہوئے صبحکو خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچکر یہ حال بیان کیا۔ خواجہ صاحب نے اُن دنوں میں نکاح کرلیا تھا اس سے قطع تعلق

کرکے پھر بدستور درود پڑھنے لگے آپ کا مزار امام الدین ابدال کے بائیں ہے ؛

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح

آپ بہت عالی مرتبہ اولیا و اصفیا سے ہیں اور خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ اعظم۔ قطب الاقطاب وقت تھے آپکے فضائل صوری و معنوی و خوارقِ عادات و کرامات سے کتابیں بھری پڑی ہیں جو محتاج بیان نہیں لہذا بطور مشتے نمونہ از خروارے درج کرتا ہوں کہ آپکو اسقدر استغراق و محویت تھی کہ آپکے ایک صاحبزادے ۷ سالہ کا انتقال ہوگیا اور لوگ اسکو دفن کر آئے مگر آپ کو خبر نہوی۔ جب گھر میں بیوی کے رونے پیٹنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اور حال سن کر فرمایا کہ مجھے پہلے سے خبر نہوی ورنہ میں اسکی زندگی کی دعا مانگتا اور امید تھی کہ خدا تعالیٰ اسکو زندگی عطا کرتا۔ ایک مرتبہ ایک بڑھیا عورت کے لڑکے کو بادشاہ نے کسی الزام میں سولی پر چڑھوایا۔ بڑھیا عورت روتی پیٹتی آپ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا لڑکا بیقصور سولی پر چڑھا دیا ہے آپ میری مدد کریں یہ سن کر آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں پہنچے جہاں وہ سولی چڑھا دیا تھا۔ ہزاروں آدمی اسوقت جمع ہوگئے آپ نے لڑکے کی گردن پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ خداوندا اگر یہ لڑکا بیقصور

نواسے کو زندہ کر دے۔ آپ کی مقبول ہوئی اور فوراً لڑکا زندہ ہو گیا یہ حال دیکھکر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے اور آپ کے دست مبارک پر توبہ کی۔ آپ نے ۱۴ ربیع الاول ۶۳۶ھ کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا مشہور و معروف ہے۔

آپکے مزار کے کٹہرہ کے اندر اور متصل جو قبریں ہیں انمیں خدام کے بیانات میں بہت اختلاف ہے کوئی اندر کٹہرہ آپکے صاحبزادہ سید احمد کی قبر بتاتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ یہ قبر شیخ احمد نہناجی کی ہے جو علاوہ سید احمد صاحبزادہ کے ہیں۔ کوئی بیرون کٹہرہ شرق میں قبر شیخ احمد نہناجی اور پائین میں متصل کٹہرہ ایک قبر سید محمد صاحبزادہ کی بتاتا ہے اور دو اور دن کی۔ بعض کہتے ہیں کہ بیرون کٹہرہ شرق میں قبر تاج الدین اوشی آپکے خلیفہ کی ہے اور پائین میں دو قبریں صاحبزادوں کی بعض کا خیال ہے کہ اندر کٹہرہ مزار قاضی عماد کا ہے اور بیرون کٹہرہ شرق میں شیخ سعد کا اور پائین میں مزار تاج الدین اوشی کا۔ کوئی مزار قاضی عماد و شیخ کو درگاہ سے باہر کچھ فاصلہ پر جانب شرق ایک گنبد میں بتاتا ہے جو پہاڑی پر ہے۔

لکھا ہے کہ شیخ سعد و قاضی عماد پابندی شریعت کی وجہ سے سماع کے منع کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے خواجہ صاحب کے معتقد نہ تھے ایک روز سنا کہ خانقاہ میں ہنگامہ سماع گرم ہے تو یہ منع کرنے کے ارادہ سے گئے جو ہیں حلقہ سماع میں آئے بیخود ہو گئے اور اس قدر بے اختیاری کی حالت ہو گئی کہ دنیا و مافیہا کو چھوڑ بیٹھے اور خواجہ صاحب کے مرید و حلقہ بگوش ہو گئے

روضۃ اقطاب میں لکھا ہے کہ اندر کٹھرہ آپکے بڑے صاحبزادہ
سید احمد کی قبر ہے اور اُنھیں کو شیخ احمد تماچی کہنے لگے ہیں۔
اور پائین میں قریب کٹھرہ جو تین قبریں ہیں۔ انمیں سے ایک آپکے
صاحبزادہ سید محمد کی ہے اور دو قبریں سید خوخو اور سید کبیر پسران
سید احمد کی ہیں جو خواجہ صاحب کے پوتے ہیں اور بیرون کٹھرہ
جانب شرق آپکے خلیفہ شیخ تاج الدین اوشی کا مزار ہے اور یہی تحریر
روضۃ اقطاب بمقابلہ اختلاف بیانی خدام صحیح و قابل اعتماد ہے

تعجب ہے کہ روضۃ اقطاب میں ان کے ذکر میں ان کا مزار خواجہ صاحب کے
پہلو میں ہونا کیسے لکھا ہے۔ درحالیکہ پہلو میں صرف دو مزار ہیں۔ ایک
اندر کٹھرہ آپ کے صاحبزادہ کا۔ اور دوسرا بیرون کٹھرہ تاج الدین اوشی کا
جب شیخ سعد و قاضی عماد کے مزارات پہلو میں مان لئے جائیں تو وہ تحریر
غلط ہوتی ہے اس لئے پہلو سے مراد سمت پہلو صحیح ہو سکتی ہے علاوہ
ازیں راقم نے حافظ محمد اکبر خادم سے جو عموی مولوی محمد انوار الحق
مرحوم کے ساتھ اکثر مزارات پر گئے ہیں۔ اور عموی صاحب موصوف
کو حالات و مزارات اولیا سے اچھی واقفیت تھی۔ سنا کہ
وہ بھی مزارات شیخ سعد و قاضی عماد کا اس علیحدہ مقبرہ میں
ہونا بتاتے تھے۔ جو مزارات مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ سے پرے
ایک پہاڑی پر ہے + مولف

خواجہ عبدالعزیز بسطامیؒ

آپ خاندان سہروردیہ کے بزرگ ہیں اور آپ کا مزار قطب صاحب سے پہلے فتح دہلی کے شروع زمانہ کا ہے۔ آپ خواجہ بسبت مشہور ہوگئے تھے دیگر حالات آپکے متعلق معلوم نہیں ہوئے۔ آپ کا مزار قطب صاحب کے سرہانے گوشہ شمال و مغرب میں علیحدہ چبوترہ پر ہے

قاضی حمیدالدین ناگوریؒ

آپ مشایخ متقدمین ہندوستان سے ہیں اور علم ظاہر و باطن میں جامع تھے۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مصاحبوں میں سے ہیں۔ اگرچہ آپکو نسبت سلسلہ سہروردیہ سے ہے اور شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ شیخ نے اپنے بعض رسایل میں لکھا ہے کہ میرے ہندوستان میں بہت خلیفہ ہیں۔ انمیں سے ایک حمیدالدین ناگوری ہے و اللہ اعلم۔ آپ صاحب تصانیف تھے اور آپکو سماع کا بہت شوق تھا اس زمانہ میں کوئی آپکے برابر سماع کا شایق نہ تھا۔ اور اسی وجہ سے علماء عصر نے آپ پر محضر بھی بنایا تھا۔ آپکے بعد حضرت نظام الدین اولیا کو اسیقدر سماع کا شوق ہوا اور اُن پر بھی محضر تیار ہوئے تھے۔ قاضی صاحب کے مزاج میں مذاق و ظرافت بھی تھی۔ چنانچہ ایک روز آپ اور شیخ

برہان الدین اور قاضی کبیر جو مشاہیر زمانہ سے تھے مع اور لوگوں کے سوار جاتے تھے۔ وہ گھوڑا جسپر آپ سوار تھے بہت چھوٹا تھا اور ہمراہیوں کے گھوڑوں کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔ قاضی کبیر نے کہا کہ اسپ شما بسیار صغیر است۔ آپ نے جواب دیا کہ۔ ولے بہ از کبیر است۔ آپکی بابا فرید شکر گنج سے بہت دوستی تھی اور خط و کتابت بھی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید شکر گنج نے چاہا کہ سماع سنیں قوال حاضر نہ تھے مولانا بدر الدین اسحٰق سے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری کا مکتوب پڑھو۔ شیخ بدر الدین اسحٰق گئے اور اُس تھیلہ کو جسمیں مکتوبات و رقعات جمع تھے سامنے رکھکر ہاتھ ڈالا تو وہی مکتوب نکلا۔ بابا صاحب پاس لائے بابا صاحب نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھو۔ شروع مکتوب میں یہ مضمون تھا۔ کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ درویشوں کا غلام ہے اور بسر و چشم اُن کے قدموں کی خاک ہے۔ بابا صاحب نے یہیں تک سنا تھا کہ ایک حال و ذوق پیدا ہو گیا اس مکتوب میں یہ رباعی بھی تھی

رباعی

آں عقل کجا کہ در کمال تو رسد — آں روح کجا کہ در کمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال — آں دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

ایک دفعہ بعد وفات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے چھ مہینے بارش نہیں ہوئی بادشاہ نے بزرگوں سے کہا کہ دعا کرو آپ نے فرمایا کہ اہل سماع کو جمع کرو اور دعوت دو۔ چنانچہ سب کو

جمع کیا گیا اور دعوت ہوئی۔ جب سماع شروع ہوا تو اسقدر زور سے بارش ہوئی کہ کبھی نہوئی تھی۔ آپ نے بعہد سلطان علاالدین ۷۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار پائین قطب صاحب ایک علیحدہ بلند چبوترہ پر ہے۔

مولانا فخرالدین دہلویؒ

آپ مولانا شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے صاحبزادہ خلیفہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد میں ہیں۔ اور آپکی والدہ صاحبہ سید محمد گیسودراز کی اولاد ہیں۔ آپ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے تو آپکے والد آپکو شیخ کلیم اللہ جہان آبادی کی خدمت مین لائے وہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے لباس مین سے آپکے لئے لباس بنوایا اور مولانا فخرالدین نام رکھا۔ لفظ مولانا کی برکت سے سال کی عمر مین زیارت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوئے اور پانچ دانے قہوہ کے آپکو عطا ہوئے جب آپ جاگے تو ہاتھ مین وہ دانے پائے علی الصباح آپکے والد آپکے پاس آئے اور براہ کشف واقف حال ہوکر فرمایا کہ بیٹا عطائے رسول صلعم کو تنہا نہ کھانا۔ آپنے تین دانے اپنے والد صاحب کو دیئے اور دو آپ کھائے۔ آپ دہلی مین رہنے لگے اور تحصیل علوم کے بعد یاد الٰہی مین قدم بڑھایا۔ بسروہ کاملین ہوئے۔

آپ علوم شریعت و طریقت کے عالم اسرار حقیقت کے محرم اور جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے آپ سادہ وضع کے ساتھ رہتے تھے اور جبہ و عمامہ فقیرانہ کے پابند نہ تھے آپکی قوت باطنی اسدرجہ تھی کہ ایک نظر میں آدمی بیخود ہوجاتا تھا۔ ایک شخص مولوی مکرم نامی بوجہ سماع ہمیشہ آپکی مخالفت کرتے ایک دن عین مجلس سماع میں بحث و احتساب کے لئے آئے مولانا نے تیز نگاہ سے اُنکی طرف دیکھا اس نگاہ نے گویا تیر کیطرح مولوی مکرم کے دل پر اثر کیا اور بے اختیار حال کھیلنے لگے اور اُسیوقت مرید ہوگئے۔ ایکدن مولوی صاحب اپنے پیر کے روبرو عاشقانہ نعرے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ مردمان بہ بینید رہزن دنیا وقصاب عاشقاں فخرالدین را کہ بیک تیر نگاہ ایں مولوی محتسب را شہید کرد اور مولانا اُنکی اس قسم کی مستانہ باتیں سنکر مسکراتے تھے ایک روز مولانا صاحب نے ایک مبتدی لڑکے کو اُنکے حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ اسکو میزان الصرف پڑھاؤ۔ چونکہ مولوی صاحب غایت عشق و ولولہ محبت سے تعلیم دینے کے لایق نہ رہے تھے اس حکم سے حیران ہوئے اور طوعاً و کرہاً دو روز تک سے تعلیم۔ تیسرے دن جب لڑکے پڑھا۔ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ تو استاد سے پوچھا کہ زید نے عمر کو کس قصور میں مارا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ معشوقان دین عاشقان بیگناہ را ناحق می زنند اور یہ کہکر کتاب کنوئیں میں ڈالدی اور سر سے پگڑی اتار کر

پھپنکدی اور حال کھیلنے لگے۔ جب مولانا نے سنا تو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ مولوی صاحب بات پر آپکی کیا حالت ہوگئی تو کہا کہ بس بس مولانا معاف فرمائید۔ اگرم ایک شید منظور ہست والا دماغ تعلیم ہیچ ندارم۔ کتاب نظم العقاید۔ رسالہ مرجیہ۔ فخر الحسن وغیرہ چند چھوٹے چھوٹے رسالہ آپکی تالیفات سے ہیں۔ آپ نے زمانہ شاہ عالم ثانی ۱۱۹۹ھ میں رحلت فرمائی آپکا مزار احاطہ درگاہ قطب صاحب میں دروازہ اندرونے مجبر کے قریب جو راستہ بائیں طرف مسجد اور باولی کو جاتا ہے قریب ہی بائیں طرف ہے۔

بی بی سارہ رحمتہ اللہ علیہا

آپ بہت بزرگ تھیں اور متقدمین میں سے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ بارش نہیں ہوئی تھی اور بہت لوگوں نے دعائیں مانگی تھیں مگر مینہ نہ برسا تھا۔ شیخ نظام الدین ابوالموید نے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن کا ایک تار ہاتھ میں لیکر کہا کہ خدایا اس تار کی عزت سے مینہ برسا جو ایک ایسی بڑھیا عورت کے دامن کا ہے جسے ہرگز نامحرم نے نہیں دیکھا ہے۔ شیخ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا تھا کہ مینہ برسنا شروع ہوگیا۔ آپ نے زمانہ سلطان رضیہ ۶۳۶ھ میں وفات پائی۔ آپکا مزار مسجد کہنہ درگاہ قطب صاحب کے پہلو سے جنوب میں ہے۔

شیخ نظام الدین ابوالموید رحمتہ اللہ علیہ

آپ مرید شیخ عبدالواحد غزنوی بن شیخ احمد غزنوی کے ہیں مگر بعض لکھتے ہیں کہ آپنے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت سے بھی بہت فائدے حاصل کئے ہیں اس لئے آپکو اس خاندان کے خلفا میں شمار کیا گیا ہے آپکے دادا صاحب کو شمس العارفین کہتے تھے۔ سلطانجی نے آپکو دیکھا ہے اور اپنے لڑکپن کے زمانہ میں آپکے وعظ میں گئے ہیں اور آپکی تعریف لکھی ہے۔ آپنے جو اساک باراں کے لئے اپنی والدہ صاحبہ کے دامن کا تار لیکر دعا کی تھی تو آپ سے پوچھا گیا تھا کہ کس کے دامن کا تار تھا جب آپنے فرمایا تھا کہ میری والدہ کے دامن کا تھا اور وہ کپڑا خواجہ قطب الدین نے انکو عطا فرمایا تھا۔ آپ نے بزمانہ غیاث الدین بلبن ۶۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اپنی والدہ صاحبہ کے مزار کے قریب شرق میں ہے

شیخ حسین فیروز رحمتہ اللہ علیہ

خزینہ میں شیخ حسین فیروز ایک بزرگ کا نام خلفاء خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں لکھا ہے اور خدام آپکو خلیفہ خواجہ صاحب ہی کہتے ہیں۔ مگر سید فیروز نام بتلاتے ہیں۔ آپکے دیگر حالات ہمکو معلوم نہیں ہوئے۔

دائی ہمبل رحمتہ اللہ علیہا

آپ شرفاء اوش کی اولاد سے ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی دایہ ریاضت و عبادت کرتی تھیں۔ جب خواجہ صاحب پیدا ہوئے

تو بی بی ہمبل نے جو خواجہ صاحب کی ہمسایہ میں رہتی تھیں اور جنکا آپکی والدہ صاحبہ سے محبت و اخلاص تھا محبت کی وجہ سے خواجہ صاحب کو اپنے دودھ سے پرورش کیا جب خواجہ صاحب بڑے ہوگئے اور خواجہ بزرگ سے خلافت حاصل ہوگئی اور دہلی آگئے دوسرا نکاح کرلیا تو بی بی ہمبل کو اودھ سے بلالیا اور اُنکے حقوق ادا کرنیکی کوشش کی اور اپنے گھر کا اختیار آپکو سونپ دیا اور آپکے حکم سے کبھی باہر نہیں ہوئے۔ آپکا مزار مقابل مسجد کہنہ متصل دروازہ شرقی روضہ خواجہ صاحب یادلی ایک چار دیواری ہیں ہے اُسمیں دوسرا مزار اور ہے اسکو مزار والدہ قطب صاحب کا کہتے ہیں

شیخ سلیمان دہلوی رح

آپ شیخ عیسیٰ جونپوری کے مرید و خلیفہ ہیں آپ طالبعلمونکو تربیت اور درویشونکو تلقین کرنیمیں یکتائے روزگار تھے آپنے سیاحی بہت کی ہے اور بہت نعمتیں پائی ہیں۔ آپکو نقل ارواح کا مرتبہ حاصل تھا (جو تصرفات نفس ناطقہ انسانی کے مرتبوںمیں سے ہے) اور اسکی وجہ سے آپ اکثر گزشتہ زمانہ کے حالات بتادیتے تھے۔ آپ قرآن شریف پڑھانے میں یگانہ عصر و بےمثل تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے سامنے آپنے قرآن شریف پڑھا تھا۔ اور آپنے سالہا سال مسجد اقصیٰ و بیت الحرام میں اعتکاف کیا ہے شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی آپ سے قرآن شریف پڑھا ہے اور مدت تک آپکی خانقاہ میں رہکر فائدہ اُٹھایا ہے۔ آپنے

بزمانۂ ہمایون بادشاہ ۹۴۲؁ھ مین انتقال فرمایا۔ آپکا مزار عقب مزار خواجہ صاحب اندرون محل ہے۔

مولانا مجدالدین حاجی رح

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہین آپنے بارہ حج کئے پھر آپ دہلی آگئے اور شمس الدین التمش کے وقت مین بعہدۂ صدارت مقرر ہوگئے تھے۔ چونکہ آپ ملازمت سے خوش نہ تھے دو سال تک آپنے یہ خدمت انجام دی پھر آپ عذر و انکار کرکے علیحدہ ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ آپکو پہلے سماع سے انکار تھا اور اسی وجہ سے خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین رحمتہ اللہ علیہم سے اتحاد نہ تھا مگر آخر کار بلند ہمتی اور قابلیت سے منکر سماع نہ رہے اور خواجہ صاحب کے جلیس ہوگئے۔ سال وفات آپکا معلوم نہین ہوا۔ آپکا مزار روضہ خواجہ صاحب سے جانب مشرق سرحد لدھا سرا ے مین ایک حاطہ جو بالکل شکستہ ہے اسکے بیچ مین بڑا مزار ہے اور یہ حاطہ باغ ناظر کے دروازہ غربی کے متصل واقع ہے۔

مولانا جمالی رحمتہ اللہ علیہ

آپ مولانا سماءالدین کے مرید ہین یکتائے زمانہ اور بہت خوبیون کے آدمی تھے آپ کا اصل نام جلال خان ہے اور جلالی تخلص کرتے

تھے بعدہٗ پیر کے اشارہ سے جمالی تخلص کیا۔ آپ صغیر سن تھے کہ آپکے
والد نے انتقال کیا۔ آپ نے استعداد حاصل کی اور شاعر ہو گئے۔ آپنے
بہت سیاحت کی ہے اور حج بھی کیا ہے۔ اور مولانا عبدالرحمٰن جامی و
مولانا جلال الدین دوانی کو بھی آپنے دیکھا ہے۔ آپکو علم مجلسی بہت
تھا اور آپکے روبرو بڑے بڑوں کو مجلس میں گفتگو کرنیکا کم موقع ملتا تھا
آپنے اپنا مقبرہ اپنی زندگی میں بنوایا تھا۔ آپکا ایک شعر پیغمبر صاحب
صلعم کی نعت میں بہت مشہور رہا ہے۔ اور بعض نیک آدمیوں نے خواب میں
اس شعر کے مقبول سرورکائنات ہونیکی بشارت پائی ہے شعر یہ ہے **شعر**

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

آپکے دو صاحبزادہ تھے ایک شیخ عبدالحی جنکی قبر اپنے والد کے مقبرہ
کے باہر چبوترہ پر ہے اور انھوں نے جوانی میں ۹۵۹ھ میں انتقال کیا
دوسرے شیخ گدائی بڑے صاحبزادہ ہیں جنھوں نے ۹۷۶ھ میں وفات
پائی۔ اندر گنبد میں ہی شیخ جمالی کے چچا کا مزار ہے۔ شیخ جمالی نے بزمانہ
ہمایوں بادشاہ ۹۴۲ھ ہجری میں رحلت کی۔ مزار آپکا درگاہ خواجہ سے
شرق میں کچھ فاصلہ پر ہے +

مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ

آپ سلطان فیروز شاہ کے رشتہ دار ہیں۔ آپکا اصل نام شیر خاں ہے
عرصہ تک امیروں میں رہے۔ دفعتہً جذبہ الہٰی نے دامن پکڑا اور حلقہ درد مندوں میں

آکر شیخ رکن الدین دہلوی بن شیخ شہاب الدین امام کے مرید ہوگئے۔
آپکی سکر کی حالت تھی اور بادۂ وحدت میں مست تھے۔ اور اسقدر
مستانہ کلام فرماتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ میں کسینے اسطرح اسرار حقیقت کو
فاش نہیں کیا۔ آپکے آنسو اسقدر گرم ہوتے تھے کہ اگر کسیکے لگجاتے
تھے تو جلن ہونے لگتی تھی۔ تصوف و توحید میں آپکی بہت تصنیفات
تھیں اور ایک دیوان بھی تھا۔ آپ نے بزمانہ معزالدین مبارک شاہ
سنہ ۸۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار اپنے پیر کے برابر موضع لادوسرائے
میں صحن مسجد قنائی کے اندر ہے ÷

شیخ رکن الدین دہلوی رح

آپ مسعود بک کے پیر و مرشد۔ اور شہاب الدین امام خلیفہ
سلطانجی کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ اولیائے وقت سے تھے اور آپنے
سلطانجی اور اُنکے خلفاء کی خدمت میں بھی پہنچکر سعادت اُخروی
حاصل کی ہے اور اپنے والد بزرگوار کے خلیفہ و جانشین ہوئے ہیں
آپ کا سال وفات معلوم نہیں ہوا۔ مزار آپکا اپنے مرید اور اپنے والد
کے برابر ہے ÷

شیخ شہاب الدین امام رح

آپ سلطانجی سے مرید ہونیکے بعد اول خواجہ نوح کو پڑھاتے پر

مامور ہوئے جو سلطانجی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے کے صاحبزادہ ہیں
آپکو رہنے کیلئے جماعت خانہ میں ایک چھوٹا سا حجرہ دیدیا گیا تھا
آپکو عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ امامت سلطانجی کی میسر آجائے تاکہ
ہمسروں سے سبقت لیجاؤں اور ہر کسی سے اس معاملہ میں کوشش کراتے
تھے لیکن امامت خواجہ محمد نبیسۂ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے سپرد
تھی اور یہ خاص انہی کا کام تھا اور انکی غیر حاضری میں انکے چھوٹے
بھائی خواجہ موسیٰ یہ خدمت انجام دیتے تھے۔ اور جو کوئی امامت کرتا
وہ انکی نیابت میں کرتا تھا۔ آپ نے حضرت سیر الاولیا کے والد سید مبارک
بن سید محمد کرمانی سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب دونوں نہ ہونگے
تو میں خواجہ اقبال خادم سے کہدونگا کہ تمکو امامت کیلئے آگے کردیں
چنانچہ ایک روز ایسا ہی ہوا کہ خواجہ محمد و خواجہ موسیٰ دونوں نہ تھے
خواجہ اقبال نے آپکو آگے بھیجدیا۔ آپ بہت خوش الحان تھے نہایت
عمدگی سے قراءت کی سلطانجی نے پسند فرمایا۔ جب سلطان جی
نماز سے فارغ ہوئے اور جانماز اپنے کندھے پر ڈالکر چلے تو شہاب الدین
امام قدموں میں گرگئے ؎

گردست دہد ہزار جانم   دربائے مبارکت فشانم

سلطانجی قدموں پر سے سر اٹھانیکو جھکے تو جانماز آپ پر آپڑی
وہ آپکو عطا فرمائی۔ انھیں دنوں میں خواجہ محمد امام کا ارادہ بابا
فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے پاک پٹن جانیکا ہوا

اور شہاب الدین امام۔ نائب امامی سے مستقل امام ہوگئے۔ آپ سماع کے بہت شائق تھے اور اسکے غوامض خوب سمجھتے اور رقص و بکا کرتے تھے۔ آپکا مزار بھی اپنے صاحبزادہ کے مزار کے برابر ہے۔

فریدالدین چاک پرانؒ

آپ سلطان التارکین شیخ حمیدالدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اور اُنہی کے مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ۔ اور اپنے دادا صاحب کے ملفوظات بنام سرور الصدور آپنے جمع کئے تھے۔ آپ سلطان محمد تغلق کے زمانہ میں ناگور سے دہلی آگئے تھے اور یہیں سکونت اختیار کرلی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپنے حالت سکر میں چاک پتھر کا اپنی گردن میں ڈال لیا تھا اور اسی طرح ناگور سے دہلی آگئے واللہ اعلم۔

آپکی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی اور تمام عمر طالبوں کے ارشاد و تلقین میں گزاری ہے۔ آپ نے ۷۵۲ ہجری میں انتقال فرمایا آپکا مزار بر راستہ قطب صاحب جانب شرق بیچے منڈل قریب لاڈو سرائے ایک بلند چبوترے پر چار دیواری میں ہے جسکے اندر درخت نیم ہیں اور راستہ بوجہ بلندی نہیں ہے۔

مخدوم شیخ حیدر رحمتہ الله علیہ

آپ سلطانجی کے خلفاء راشدین سے ہیں۔ بہت عظیم الشان و مستقیم الحال تھے۔ کلمات الصادقین میں آپکو سلطانجی کے

یار دوں میں سے لکھا ہے آپکو عزلت و گوشہ نشینی کی عادت تھی۔ مجمع
میں بیٹھنے سے آپکو تکلیف ہوتی تھی اور باوجود مرتبہ خلافت کے
گمنامی کی عادت اختیار کر لی تھی اور عام لوگوں کی طرح اپنے تئیں
ظاہر کرتے تھے اور انہی کی وضع میں رہتے تھے اور ہمیشہ فقر و فاقہ میں
بسر کی۔ آپکے بہت مرید تھے۔ شیخ علم الدین ہزبری آپکے خلفاء
میں سے ہیں۔ آپکا مزار لاڈو سرائے سے کسیقدر فاصلہ پر لب سڑک
پختہ تغلق آباد بائیں طرف ایک گنبد میں ہے کیواڑ آہنی لگے ہوئے ہیں

ملک سید الحجاب رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو سید الحجاز بھی کہتے ہیں۔ اور اصل نام آپکا معروف ہے
آپ خواجہ وحید الدین قریشی کے صاحبزادہ ہیں۔ دونوں باپ بیٹے سلطانجی
کے مرید ہیں۔ جسروز ملک سید الحجاب پیدا ہوئے تو آپکے والد اسی روز
تعین نام کیواسطے سلطانجی کی خدمت میں لائے۔ سلطانجی
اس وقت تجدید وضو کر رہے تھے جب وضو کر لیا تو خواجہ وحید الدین
نے لڑکے کو سلطانجی کے سامنے پیش کیا آپنے فرمایا کہ اس معروف زمانہ
کو آگے لاؤ۔ چنانچہ آگے لیگئے۔ سلطانجی نے وضو کا باقی پانی آپکے
منہ میں ڈالا اور کہا کہ اس مشہور زمانہ کو اچھی طرح پر درست کرنا
کہ مشاہیر زمانہ سے ہوگا۔ چونکہ سلطانجی کی زبان سے لفظ معروف
نکلا تھا اسلئے آپکے والد نے آپ کا نام معروف رکھدیا جب فرا

پڑھے ہوئے تو زہد و ریاضت میں مشغول ہوئے اور حج و زیارت مدینہ سے مشرف ہوئے اور وہیں اپنے حسن سلوک کے سبب سے صدر الجہاں کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ پھر آپ دہلی میں آگئے اور عبادت میں مشغول ہوئے سلطان محمد تغلق نے آپکی عقلمندی و کمال سُن کر اپنے حضور میں بلایا اور الطاف شاہانہ سے سرفراز کیا اور نائب عماد الملک بنایا۔ جب فیروز شاہ تخت نشین ہوا تو وہ اور زیادہ آپ پر گرویدہ ہوا اور لقب سید الحجاب سے مخاطب کیا اور خلوت و جلوت میں رہنے کی اجازت دی۔ اور مصاحب مقرر کیا۔ آپ نے اپنی نیک نیتی سے خلقت کو بہت نفع پہنچایا اور بادشاہ سے بہت کچھ خزانہ فقیروں اور غریبوں کو دلوائی۔ جب آپ بادشاہ کے پاس سے گھر آتے تھے تو عبادت میں مشغول ہوتے تھے اور تلاوت قرآن بتفسیر بہت کرتے تھے اور گریہ وزاری فرماتے تھے۔ چالیس سال تک بادشاہ کا مصاحب سوائے آپکے کوئی نہ ہوا۔ اور آخر سال جلوس میں آپ نے وفات پائی۔ اسلیئے سال وفات ۷۹۳ھ ہونا چاہیئے روضہ میں ۷۹۲ھ لکھا ہے آپکا مزار شیخ حیدر کے مقبرہ سے آگے موضع سید العجائب میں ہے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح

آپ آقا محمد ترک بخاری کی اولاد میں ہیں جو بخارا میں اپنے قبیلہ کے سردار تھے اور بزمانہ سلطان علاء الدین خلجی معہ اپنے نسبت سے توک

رشتہ داروں اور خدمتگاروں کے ترکِ وطن کرکے دہلی آگئے تھے اور پیشگاہ سلطانی سے معزز ہوکر ممالک گجرات کے تابع کرنیکے مامور ہوئے اور اُس مہم کے بعد بحکم بادشاہ وہیں مقیم ہوگئے اور نہایت امیرانہ زندگی بسر کرتے رہے اور ایک سو ایک فرزند آپکے ہوئے مگر تھوڑی مدت بعد سب مرگئے اور صرف ایک بیٹا رہگیا تھا۔ حضرت شیخ آقا محمد ترک کی ساتویں پشت میں ہیں۔ آپکے صاحبزادہ شیخ نور الحق رحمۃ اللہ علیہ نے آپکے ایماء کے موافق پتھر پر آپکے حالات کندہ کرا کر سرہانے مزار کے نصب کرادیا ہے ؂

اخبار الاخیار کے بعض الفاظ فقرات سے آپکا ترکی الاصل ہونا ظاہر ہوتا ہے مثلاً آپ نے اپنے نام کیساتھ ترک دہلوی البخاری لکھا ہے صرف سکونت کے اظہار کیلئے لفظ بخاری کافی تھا اور پڑھنے والے جان سکتے تھے کہ بخارا ترکستان میں ہے۔ اگر ترک سے مراد ترکستانی لیجائے تو یہ درست نہیں صرف لفظ بخاری سے ترکستانی ہونا اسیطرح ظاہر ہوتا جسطرح لفظ دہلوی سے ہندی ہونا۔ اور اسطرح نہیں لکھا جایا کرتا۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے جد امجد کے نام کیساتھ بھی لفظ ترک استعمال کیا ہے اور ترک رشتہ داروں کے ساتھ دہلی آنا لکھا ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔ جد بزرگ ما آقا محمد ترک البخاری از بخارا در زمان عظمت نشان سلطان محمد علاء الدین خلجی بدہلی تشریف آوردہ و چون در انجا قبیلہ دار و سر قوم خود بود جماعۂ کثیر از اتراک کہ پیوند قرابت و رابطہ تبعیت و خدمت بود داشتند نیز از وطن اصلی انتقال نمودہ در ملازمت او درین دیار رسیدہ۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مولف

جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ مجمل حالات آپکے یہ ہیں کہ ابتدائے سن شعور سے
عبادت الٰہی و تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور قریب سن بلوغ کے اکثر علوم
دینی تحصیل کئے۔ بائیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے اور کلام اللہ
حفظ کیا۔ اور لوگ آپ سے فائدہ حاصل کرنے لگے۔ عنفوان جوانی ہی میں
جذبہ الٰہی نے کھینچا اور یکبارگی دوستوں اور وطن سے دل اچاٹ ہوگیا
اور حرمین شریفین چلے گئے عرصہ تک وہاں رہے اور اولیاء وقت کی صحبتوں
میں رہکر اجازت و خلافت پائی اور علاوہ اسکے فن حدیث کی تکمیل کر کے
بہت سی برکتوں کے ساتھ وطن مالوف کو تشریف لائے اور یہاں پر
نہایت اطمینان و دلجمعی کے ساتھ اپنے صاحبزادوں اور طالبعلموں
کی تکمیل کی خصوصاً علم حدیث شریف میں اسطرح مشغول ہوئے کہ
دیار عجم میں علمائے متقدمین و متاخرین میں سے کسی کو یہ بات میسر
نہیں آئی اور آپ ممتاز و مستثنیٰ ہوئے اور فنون علمی خاصکر علم حدیث
میں معتبر کتابیں تصنیف کیں۔ چنانچہ علمائے زمانہ نے انکو اپنا دستور العمل
بنایا۔ آپکی تصانیف چھوٹی اور بڑی ملا کر سو کتابیں ہیں اور اشعار
پانچ لاکھ کے قریب ہیں۔ آپ اول سلسلہ قادریہ میں اپنے والد بزرگوار
کے مرید ہوئے۔ بعدہ اپنے والد صاحب کے حکم سے سید موسیٰ قادری پاک شہید
کے مرید ہوئے جنکا مزار ملتان میں ہے۔ پھر شیخ عبدالوہاب متقی سے
مکہ شریف میں مرید ہوئے جو قادری شاذلی اور مدنی سلسلہ کے تھے
اور چشتیہ خاندان میں بھی شیخ مودود چشتی سے سلسلہ تھا اور آپنے

ان سب خاندانوں میں خلافت پائی۔ آخر میں خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ اور اس سلسلہ کی تکمیل کی۔ آپ نے بزمانہ شاہجہاں بادشاہ ۱۰۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔ آپکا مقبرہ حوض شمسی کے غرب میں مشہور ہے یہ مقبرہ آپکے لیے مہابت خاں سپہ سالار شاہجہاں بادشاہ نے آپکی حیات میں بنوایا تھا۔

آپکے مقبرہ کی پشت کے احاطہ میں ایک مزار ہے جسکی نسبت حافظ محمد ابراہیم خادم و حافظ محمد اکبر خادم کو منجانب شیخ عبدالحق بشارتیں ہوئی ہیں کہ یہ مزار سید نیاز علی حسینی کا ہے لوگوں کو منع کردو کہ اس صحن میں جوتیاں پہن کر نہ آئیں اور یہ مزار ہمسے پہلے کا ہے۔

شیخ نورالحق رحمتہ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند ارجمند اور انہی کے شاگرد ہیں اور سلسلہ قادریہ میں انھیں کے مرید و خلیفہ۔ آپ نے والد صاحب کی حیات ہی میں غالباً انکی اجازت سے شیخ عاشق محمد نبیرہ زادہ شیخ نظام نارنولی کے مرید ہوئے اور بعدہٗ شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں خواجہ محمد معصوم و خواجہ احمد سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سلسلہ کے انتہائی مقامات حاصل کیے۔ شرح صحیح بخاری و صحیح مسلم آپکی عمدہ تصنیفات سے ہیں۔ آپ نے ۱۰۷۳ھ میں بزمانہ اورنگ زیب عالمگیر انتقال فرمایا آپکا مقبرہ اپنے والد بزرگوار کے مقبرہ کی برابر

شرق میں ہے۔

شیخ ادھن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نانا صاحب ہیں اور مولانا شہاب الدین کے مرید۔ اصل نام آپکا زین العابدین ہے اور عرف شیخ ادھن۔ آپ نہایت دانشمند و کامل اور عابد و زاہد تھے۔ شیخ سیف الدین آپکے داماد کا قول ہے کہ میں نے سوائے انکے کسی کا ظاہر و باطن یکساں نہیں دیکھا۔ آپکی زبان پر ہمیشہ ذکر خدا رہتا تھا اور نہایت خوبصورت و نورانی شکل تھی۔ اکثر روزہ رکھتے تھے سلطان سکندر لودھی نے آپکو حاجب مقرر کرنا چاہا مگر آپنے قبول نہیں کیا۔ آپنے بزمانہ بابر بادشاہ ۹۳۴ھ میں انتقال فرمایا آپکا مزار درخت پیپل کے نیچے میدان میں مقبرہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے غرب میں ہے۔

شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ہیں اور شیخ امان پانی پتی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ امان آپ پر بہت مہربان تھے اور آپکو بھی پیر سے نہایت محبت و اعتقاد تھا۔ شیخ امان نے خلافت نامہ کا مسودہ آپکے لئے کئی روز میں خود اپنے

ہاتھ سے کیا تھا۔ آپ شروع میں ایک سہروردیہ۔ عالم کے
مرید ہوگئے تھے جب شیخ امان کی خدمت میں پہنچے تو آپ سے عرض کیا
کہ پہلے اس طرح پر بیعت ہوگیا ہوں اب آپکی محبت اور ارادت کا شوق
سب پا تو پیر غالب ہے شیخ امان نے فرمایا کہ کچھ ہرج نہیں یہ امر
محبت پر منحصر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مرید ہوگیا تو پہلے
مجھسے فرمایا کہ کچھ اپنا حال یا تصورات وخیالات کہو۔ میں نے عرض
کیا کہ میرا کوئی حال نہیں تصورات وخیالات کیا ہونگے۔ تو شیخ نے
فرمایا کہ میں اس لئے پوچھتا ہوں کہ تمھاری مناسبت معلوم ہو جائے
کہ کس مشرب کی ہے میں نے عرض کیا کہ اکثر ایسا خیال ہوتا ہے
کہ گویا تمام عالم عرش سے فرش تک میرے احاطہ میں ہے اور میں
سب پر محیط ہوں۔ تو شیخ نے فرمایا کہ تم میں تخم توحید رکھا ہوا ہے
پھر آپکو تربیت وتلقین کی یہانتک کہ آپ خلیفہ ہوگئے۔
آپکا مرقد دروازہ خرد احاطہ شیخ عبدالحق کے سامنے غرب میں جو
ایک درخت نیم کے نیچے تین قبریں ہیں انمیں سے ایک ہے۔

حافظ محمد محسن نقشبندیؒ

آپکو علوم ظاہری میں تکمیل حاصل تھی اور دہلی میں اس وقت
کوئی اپکا ہمسر نتھا بعدہٗ کشش الٰہی سے شیخ محمد معصوم مجددی کی
خدمت میں حاضر ہوے اور فائدہ دینی حاصل کیا۔ کامل ہوئے

اور خرقۂ خلافت پہنا۔ صاحب کتاب مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ شیخ محمد محسن کے دوستوں میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے پیر کے مزار کی زیارت کو حاضر ہوا۔ مراقبہ کیا تو حالت بیخودی میں دیکھا کہ آپکا بدن بجنسہٖ و کفن سب درست ہے مگر پانو کے تلوے اور وہاں کے کفن میں خاک کا اثر ہو گیا ہے میں نے حضرت سے استفسار کیا کہ کیا باعث ہے تو فرمایا کہ میں نے غیر شخص کا پتھر لیکر وضو کی جگہ رکھ لیا تھا اُسپر وضو کیا تھا اور ارادہ یہ تھا کہ جس وقت اسکا مالک آجائیگا اسکے حوالہ کردونگا۔ میں نے ایکبار اسپر قدم رکھا تھا اسکی وجہ سے خاک کا اثر میرے پانو پر پہنچ گیا ہے آپ نے بزمانہ محمد شاہ بادشاہ ۱۱۴۷ھ ہجری میں وفات پائی آپ کا مزار مقبرہ شیخ عبد الحق کے غرب میں ایک چبوترہ پر اندرون احاطہ جو چار قبریں ہیں اُنمیں سے ایک ہے

شیخ محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ اور مرزا جانجاناں کے مصاحب و خلیفہ۔ آپ کی نسبت اسقدر قوی تھی کہ جاڑے کے موسم میں گرم کپڑے کی ضرورت نہ تھی اور آپ جہاں کہیں اللہ کا نام سنتے تھے بیہوش ہو جاتے تھے۔ چونکہ یہ احاطہ میں آپکے والد صاحب کا مزار ہے ایک ہی خاندان اور ایک ہی شخص کی ملکیت معلوم ہوتا ہے اس لئے آپ کی قبر بھی یہیں ہوگی۔

شیخ امجد و شیخ زین الدین رحمتہ اللہ علیہم

آپ سلطان بہلول لودی کے زمانہ میں تھے۔ آستانہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں بہت التزام رکھتے تھے۔ اور انکی روح سے متوجہ ہونے تھے۔ ایک دفعہ وطن جانیکے لئے نکلے ایک دریا کے کنارے پر پہنچے جو راستہ میں پڑتا تھا اسمیں قدم رکھا اور ڈوبنے لگے ایک مرد اس پانی میں سے نکلا اور انکو اس مہلکہ حادثہ سے نجات دلائی۔ آپ واپس ہوکر گھر میں آگئے اور گوشہ میں بیٹھ گئے اور پھر کبھی نہ نکلے۔ دونوں بھائیوں کو کشف ارواح وانکشاف قبور تھا۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بواسطہ تربیت پائی اور شیخ زین الدین نے بھی قدم آستانہ خواجہ سے نہیں نکالا۔ آخر فوت ہوئے اور مقبرہ شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ کے قریب جانب مغرب مدفون ہوئے۔

مولانا شعیب رحمتہ اللہ علیہ

آپ عالم باعمل صورت وسیرت میں فرشتہ اور وعظ و ذکر میں بینظیر تھے جس وقت آپ وعظ کہتے تھے اور قرآن شریف پڑھتے تھے تو کوئی شخص وہاں سے نہیں جاسکتا تھا سیر بوجھ بھی ہوتا تو سننے کیلئے کھڑا ہو جاتا تھا۔ سب امیر اور شہر کے عالم آپکے وعظ میں حاضر ہوتے تھے۔

اور بہت سے امیر اور اہل شہر ابتداءً آپکے شاگرد تھے۔
وہ درویش جسنے یوسف قتال کو نعمت دی پہلے مولانا شعیب پاس آیا تھا۔ آپنے دفعتہً وعظ و تذکیر چھوڑنے سے انکار کیا اور وہ چلا گیا یوسف قتال سے کہا انھوں نے فوراً جو کچھ اس نے کہا قبول کیا۔ اور ولی کامل ہوگئے۔ مولانا نے زمانہ بابر بادشاہ ۹۳۶ھ ہجری میں انتقال کیا آپکا مزار حوض شمسی پر مقبرہ شیخ عبدالحق کے غرب ایک گنبد میں ہے۔

مولانا وجیہہ الدین پائلی رح

آپ عالم متبحر اور استاد وقت تھے۔ زہد و تقویٰ میں ممتاز تھے آخر میں سلطانجی کے مرید ہوگئے اور کمال اعتقاد انسے ہوگیا آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں پانی پت جارہا تھا راستہ میں ایک صوفی ملا وہ میری نظر میں نہیں جچا۔ اُس نے کہا اے مولانا کیا کوئی مشکل بات آپکی سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے علم میں چند مشکلات رہگئی تھیں۔ ہر ایک اُس سے بیان کی۔ جواب باصواب پایا اور مجھے اطمینان ہوگیا یہانتک کہ اُس نے مسئلہ قضا و قدر نہایت وضاحت سے بیان کیا۔ بعدہٗ پوچھا تم کس کے مرید ہو۔ آپنے کہا کہ سلطانجی کا مرید ہوں۔ صوفی نے کہا کہ وہ ہمارے قطب ہیں۔ آپکا مزار قبرستان قاضی کمال الدین صدر جہاں میں حوض شمسی پر لکھا ہے۔ آپ حوض

شمسی کے غرب میں ایک خانقاہ کے جنوب میں میدان میں ایک چبوترہ پر ہے ایک درخت نیم وہاں ہے۔

خواجہ سماء الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید کبیر الدین اسمٰعیل نبیرۂ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ بعض افغانوں کی وجہ سے ملتان سے نکل آئے تھے اول پہنادر نقشبور یانہ وغیرہ میں رہے بعدہ دہلی آگئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ آپکی بہت بڑی عمر ہوئی ہے آخر عمر میں آپکی بینائی جاتی رہی تھی مگر خدا تعالیٰ نے بغیر علاج کے پھر آپکو بصارت عطا فرمائی۔ آپ جب کبھی اپنے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے تو یہ کہتے تھے کہ خلق خدا کے غلبۂ شفقت و محبت سے یہ دل چاہتا ہے کہ تمام خلقت کو سماء الدین کی آنکھوں میں راہ ہو۔ آپنے بزمانہ سکندر لودھی سنہ ۹۰۱ ہجری میں وفات پائی۔ آپکا مزار حوض شمسی کے جنوب میں ایک گنبد میں ہے وہیں آپکی اولاد کی قبریں ہیں۔

اسی حوض شمسی پر مزارات ملک زین الدین وزیر الدین کے ہیں جنکو زین الدین زمرد دین کا مزار کہتے ہیں یہ دونوں اگرچہ تعلق بادشاہوں سے رکھتے تھے مگر سید شریف و صالح تھے ہزار ہا روپیہ خیرات اور نذر و نیاز میں صرف کرتے تھے اور شیخ زین الدین صاحب جب کبھی تلاوت قرآن شریف کرتے تو کھڑے ہو کر تے تھے اور نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو گلے میں رسی باندھ لیتے تھے اور سب گھر کے آدمی اور نوکر نماز تہجد پڑھتے اور چاشت تک درود وظائف میں مشغول رہتے تھے اور بارہویں کو ہزار ہا روپیہ کا کھانا پکوا کر تقسیم کرتے تھے اور ہر چانول پر تین دفعہ قل ہو اللہ پڑھتے تھے۔ مولف

شیخ برہان الدین بلخیؒ

آپ سلطان غیاث الدین بلبن کیوقت کے بڑے عالموں سے ہیں۔ علم شریعت وطریقت میں جامع تھے اور وجد وسماع سے موصوف اور شعر گوئی کی طرف بھی میلان تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں خردسال تھا اور چھ سات برس کی عمر تھی اپنے والد کے ساتھ جا رہا تھا۔ مولانا برہان الدین غیاثی مصنف ہدایہ کی آمد کی خبر سنی میرے والد اُنسے چھپ کر دوسری گلی میں چلے گئے اور مجھے وہیں چھوڑا۔ جب مولانا برہان الدین مرغیانی قریب آئے۔ میں نے آگے بڑھکر سلام کیا اُنھوں نے میری طرف دیکھا اور کہا خدا مجھسے کہوا تا ہے کہ یہ لڑکا اپنے زمانہ میں علامۂ وقت ہوگا۔ میں نے یہ سُنا اور ہم رکاب روانہ ہوا پھر مولانا نے فرمایا کہ خدا مجھسے کہوا تا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہوگا کہ بادشاہ اسکے در پر آئینگے۔ لکھا ہے کہ آپ بار ہا یہ فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ میرا کوئی گناہ کبیرہ نہیں پوچھے گا۔ مگر ایک گناہ کبیرہ۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا گناہ کبیرہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ سماع چنگ ہے کہ چنگ میں نے بہت سنا ہے اور اگر اسوقت ہو

شیخ نجم الدین صغریٰ کا ذکر کتب متقدمین میں یہ لکھا ہے کہ انکا عہد شیخ الاسلامی سے پہلے خواجہ معین الدین چشتیؒ سے بہت اتحاد تھا مگر بعد خواجہ قطب الدینؒ کے دہلی میں آنے اور مقبولیت اور عظمت ہونے سے آپ حسد کرنے لگے تھے۔ علاوہ ازیں شیخ جلال الدین تبریزی سے بھی آپ سخت مخالف ہوگئے تھے اور اُن پر فعل ناجائز کا الزام لگا دیا تھا۔ — مولف

تو اب بھی سُن لوں۔ آپ نے ۸ ۔۔ ۔ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپکا مزار جانب شرقی حوض شمسی ایک پختہ چبوترہ پر ہے اور اس قطعہ زمین کو تختہ نور لکھا ہے۔ آپکے مزار کی مٹی ذہن کھلنے کیلئے بچوں کو کھلاتے ہیں۔ آپکے مزار کے برابر شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی کا مزار ہے۔

مولانا درویش محمد واعظ رحمۃ اللہ علیہ

آپ بہت بڑے درویش و عابد و سالک تھے اور صورت و سیرت درویشوں سے موصوف۔ تمام عمر آپکی ریاضت و سلوک و درویشی میں گذری۔ صاحب ذوق تھے اور بہت خوش صحبت تھے کبھی آپکو بانسری کی آواز پر اسقدر درد و رقت طاری ہوتی تھی کہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔

آپ ماوراء النہر کے رہنے والے ہیں اور برسوں حرمین شریفین میں فقر و ریاضت مجاہدہ و عبادت سے گزارے پھر ہمایوں کے وقت میں ہندوستان آکر دہلی کے اکثر مشایخ کی صحبت میں رہے اور درویشانہ زندگی بسر کرتے رہے آپنے بزمانہ اکبر بادشاہ ۹۷۰ ہجری میں انتقال کیا آپکا مزار برابر مزار شیخ برہان الدین بلخی کے ہے۔

شیخ نجیب الدین فردوسی رح

آپ شیخ رکن الدین فردوسی کے مرید ہیں اور آپکے والد کا نام

خواجہ عماد الدین ہے۔ آپ اپنے پیر کی وفات کے بعد مسند ارشاد پر بیٹھے۔ بہت سے لوگ آپکے مرید ہوئے اور منزل مقصود کو پہنچے شیخ شرف الدین یحییٰ منیری آپکے مشہور اور بڑے خلیفہ ہیں۔

لکھا ہے کہ ایک روز شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے آپکے سامنے اکسیر پیش کی آپنے اُسکو پانی میں پھینکدیا تاکہ انکی ہمت دیکھیں۔ شیخ شرف الدین اس بات سے خوش ہوئے اور کہا کہ اگرچہ اس خاک سے تانبا سونا ہوجاتا تھا لیکن دل پر گرانی ہوتی تھی۔ الحمد للہ کہ دنیاوی آرزو دل سے نجات ملی۔ آپ سُن کر خوش ہوئے اور آپنے چند حرف لکھکر شیخ شرف الدین کو دیئے جب انھوں نے سر پر رکھے تو جو کچھ زمین میں ہے سب دکھائی دینے لگا۔ انھوں نے کاغذ کو بوسہ دیکر پیر کے سامنے رکھا اور کہا کہ یہ سب پراگندگی کے سامان ہیں۔ جو اسکا خواستگار ہو اسکو دیجئے۔ آپ انکی ہمت سے بہت خوش ہوئے اور آفریں کی آپنے بزمانہ سلطان محمد تغلق ۷۴۳ھ ہجری میں انتقال کیا۔ آپکا مزار مرقد برہان الدین بلخی سے آگے گوشہ شمال و مغرب میں ایک چاردیواری کے اندر چونہ کا بنا ہوا ہے اور فرش بھی پختہ ہے۔

سید نور الدین مبارک غزنوی

آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں اور بچپن میں آپ نے شیخ اجل شیرازی سے بھی نعمت پائی ہے اور شیخ عبدالواحد

غزنوی کے بھی مرید ہوے ہیں۔ جنکے شیخ نظام الدین ابوالموید مرید تھے
لکھاہے کہ ایکدفعہ جو امساک باراں ہوا اور شیخ نظام الدین ابوالموید
سے التجا کیگئی کہ آپ دعا کریں۔ تو وہ منبر پر آئے اور دعا مینہ کی کری
اور پھر آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ یا اللہ اگر تو مینہ نہ برسائیگا تو
میں پھر کبھی شہر میں نہیں ہونگا یہ کہکر اُتر آئے اور اللہ نے مینہ برسا
دیا۔ پھر سید قطب الدین انسے ملے اور کہا کہ تمپر مجکو اعتقاد ہے اور میں
جانتا ہوں کہ تمکو اللہ تعالی سے خوب نیاز حاصل ہے۔ لیکن تمنے جو کہا
کہ اگر تو مینہ نہیں برسائیگا تو میں پھر کبھی شہر میں نہ ہونگا۔ یہ کیا
بات ہے۔ تو نظام الدین ابوالموید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں جانتا تھا
کہ خدا مینہ برسائیگا جب میں نے کہا۔ سید قطب الدین نے پوچھا تم کیسے
جانتے تھے تو کہا کہ ایکدفعہ سلطان شمس الدین کے سامنے نورالدین
مبارک غزنوی سے ایک معاملہ پر میرا جھگڑا ہوگیا تھا اور میں نے ایک
بات ایسی کہدی تھی کہ وہ رنجیدہ ہو گئے تھے اب مجھسے بارش کی دعا
کیلئے کہا گیا تو میں نے نورالدین مبارک سے کہا کہ تم مجھسے رنجیدہ ہو
اگر تم مجھسے صلح کرلو تو میں دعا کروں اگر صلح نہ کروگے تو دعا نکرسکونگا
تب روضہ سے آواز آئی کہ میں نے تم سے صلح کرلی تم جاؤ دعا کرو۔
آپنے بزمانہ سلطان شمس الدین التمش ۶۳۲ھ ہجری میں انتقال فرمایا
آپ کا مزار شیخ نجیب الدین فردوسی کے مزار سے آگے گوشہ شمال و مغرب میں ہے

خواجہ محمود مزہ دوز

آپ قاضی حمید الدین ناگوری کے مرید ہیں اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے معتقد و مصاحب تھے۔ آپ بہت بزرگ عابد زاہد متقی و صاحب کرامت تھے اور سماع کا بہت شوق تھا۔ جسکو کوئی حاجت ہوتی ہے آپکے مزار کا کوئی پتھر یا اینٹ اٹھا لیتا ہے اور علیحدہ رکھدیتا ہے جب حاجت برآتی ہے تو اسکی برابر شکر لیکر تقسیم کر دیتا ہے۔ آپنے بزمانہ سلطان ناصر الدین ۶۵۵ھ ہجری میں وفات پائی آپکا مزار مرقد سید نور الدین مبارک سے آگے جانب گوشہ شمال و مغرب محلہ قصابان کے نزدیک ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ رب العلمین کہ یہ کتاب فیضمآب یعنی **مزارات اولیاے دہلی حصہ اول** بحسن سعی و کوشش فراوان کارپردازان مطبع جان جہان دہلی از تالیف منیف جناب فیضمآب معرفت و حقائق آگاہ مولانا مولوی محمد عالم شاہ صاحب صوفی صاف باطن مدظلہ العالی بتفضل متعالی صورت انطباع پذیرفت

راقم مینیجر مطبع

تقریظ و قطعہ تاریخ نتیجہ فکر جناب منشی مولوی سید حمید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

مولوی محمد عالم شاہ صاحب خلف الرشید مولوی محمد اخلاق حسین صاحب مرحوم اولاد شیخ فرید الدین شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی تراہہ بیرم خان محلہ مفتی محمد اکرام الدین مغفور میرے قدیم عنایت فرما ہیں۔ انکا اور انکے خاندان کا علم و فن دہلی مین آفتاب ماہتاب کی طرح روشن ہے۔ حسن اخلاق خجستہ عادات۔ مذہبی خیالات۔ علوم متینت۔ صداقت شرافت میں یکتائے روزگار۔ مجکو خوش قسمتی سے ایک موقع ایسا ملگیا تھا کہ مین اور مولوی صاحب موصوف تقریباً ایک سال تک ایک مقام پر ساتھ رہے انکی خوبیاں مجھسے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ انکو تاریخ سے ایک خاص دلچسپی ہے جسکی وجہ سے انھون نے علاوہ محنت اور جانفشانی کے بہت کچھ صرف زر کے بعد اس کتاب کو تکمیل تک پہنچایا۔ جو جو مشکلین انکو حالات دریافت کرنے میں اور مختلف اقوال کے صحت کرنے میں پیش آئی ہیں انکی داد میرا ہی دل دیسکتا ہے عام نظرین نہ وہان تک پہنچ سکتی ہیں نہ پہنچنے کی ذرائع رکھتی ہیں

مین جو کچھہ لکھہ رہا ہون وہ انکی محنت و دشواریوں کے مقابلہ مین کچھہ بھی نہین ہے۔ اس دوران تحقیقات مین بارہا مین نے اُنسے کہا کہ آپ کس دشواری مین پھنس گئے اور ایسا اہم کام جسکو ہم نہین آپ کیا نتیجہ نکال سکین گے۔ آپ اپنا وقت اپنا روپیہ اپنی صحت اپنا آرام کیون مفت مین ضایع و برباد کرتے ہین لیکن یہ ایسے مستقل مزاج اور ثابت قدم شخص ہین کہ سوا خندہ زیرلبی کے کبھی انھون نے کوئی جواب مجکو نہین دیا۔ البتہ آج کہ سلخ جمادی الاول روز جمعہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری اور مئی سنہ ۱۹۱۲ء کی ۱۷ تاریخ ہے انھون نے اپنی مرتبہ کتاب مجکو دکھائی اسکی تکمیل سے مجکو حیرت بالائے حیرت اور تعجب بالائے تعجب ہے۔ مین کیا انکی جانفشانیون کی داد دیسکتا ہون اور زمانہ انکی محنت کے مقابلہ مین کیا انکی قدر کرسکتا ہے۔ لہذا ایک مختصر سے قطعہ تاریخ پر اس نثر کو ختم کرتا ہون اور مولف و تالیف کے لئے دست بدعا ہوتا ہون۔ خدا تعالیٰ انکو مناصب جلیلہ تک پہنچائے اور اس کتاب کو تاقیام روزگار پایدار قائم رکھے

قطعہ تاریخ

نغز گو ایسا کہان ایسا مورخ ہے کہان — خوب ہی لکھی ہے یکتا تذکرہ یا تاریخ
مٹنے والون کے نشان آ گئے ہین پیدا — ہے جہان کے لئے اعجاز مسیحا تاریخ
جو نشانات تھے پہلے وہ ہوئے سب معدوم — اب باقی ہے بنیا انکا ٹھکانا تاریخ

جسکو معلوم نشان ہی نہ کسی مرقد کا — رہنمائی کو ہے اسکی یدِ بیضا تاریخ
کھولتی حال ہے دنیا میں خدا والوں کا — رمز درویشوں کا کرتی ہے افشا تاریخ
یہ نتیجہ ہے مولف کی جہان گردی کا — ورنہ کچھ سہل نہ تھی ایسی بنانا تاریخ
کچھ صلہ کی نہیں امید مولف کا ہے قول — لکھا ہے یہ مگر دل کا تقاضا تاریخ
دادِ بے قدر تو ناقدری ہے اسکی ابد — اہلِ انصاف سے رکھتی ہے تمنا تاریخ
اب تو سب مٹ گئے مٹنے کے نشان بھی اپنے — خاص اک وقت میں تھا علم ہمارا تاریخ
شغل دنیا میں جو اچھا ہے کتب بینی ہے — کام مشکل ہے جبکا مونس و ہمدم ہے کتاب تاریخ
ہند کو فخر ہے جسپر وہ یہی دلّی ہے — ہے مہیا کی تو ہر اک خاک کا فہرستہ تاریخ

سالِ تاریخ میں کیوں فکر ہے اتنی تجوید
زیب دیتا ہے جو لکھدیجے عمدہ تاریخ
۱۳ھ۳۰

تقریظ عالیجناب منشی مولوی سید احمد صاحب دہلوی دام فیوضہ
مولف فرہنگ آصفیہ وغیرہ

یہ سو صفحہ کا رسالہ جسے جناب مولوی منشی محمد عالم شاہ صاحب نے اپنے تاریخی شوق اور صوفیہ کرام سے اعتقاد اور نامی خاندان علما میں ہونیکی وجہ سے زائرین مزارات کی آسانی اور ٹھیک سراغ رسانی کے واسطے محنت شاقہ اٹھا کر اور ہر ایک مزار پر خود جا جا کر لکھا ہے ہماری نظر سے گذرا - ایک تو مرورِ زمانہ کے باعث انکی ہیئت اور قدیم حالت خود ہی کچھ سے کچھ ہو گئی تھی اسپر غضب یہ تھا کہ جن صاحبوں نے ان بزرگوں کے

حالات لکھے ہیں انھوں نے بھی ٹھیک مقامات اور ہر مزار کی موجودہ
حالت بیان کرنے میں غلطی کی ہے۔

مدون صاحب نے یہ اور کمال کیا ہے کہ انکے زمانہ حیات کو شاہان وقت
کے نام اور سنین بہم پہنچانے سے بھی پہلوتہی نہیں فرمائی ہے بلکہ
جیسا کہ لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اپنے خاندان یا سلسلہ بزرگان کو بڑھا کر
لکھنے کی خاطر اس قسم کے رسالوں کو تصنیف و تالیف فرمایا کرتے ہیں
اسمیں مطلق درک نہیں دیا۔ بلکہ جن بزرگوں کے خاندان کو لوگ
مغل کی بجائے شیخ۔ یا شیخ کی بجائے سید یا پٹھان۔ کی قوم خیال کرتے
تھے انکی اصلیت کا بھی کتب تاریخ ملفوظات یا خاص انہی کی تصنیفات
یا انکی اولاد کی تالیفات سے صحیح پتہ لگا دیا ہے۔

پس میں ان وجوہ سے اس محققانہ رسالہ کو نہایت پسند اور زائرین
مزارات کے واسطے ایک نعمت عظمیٰ سمجھتا ہوں +

سید احمد

مزارات اولیاے دہلی کا دوسرا حصہ

ہمارا ارادہ تھا کہ دونون حصے یکجا شایع کرین مگر حصہ اول اس لئے جلد شایع کرنا پڑا کہ بعض اصحاب اسکے لیے سخت اصرار کر رہے تھے اور یہ اصرار واجبی تھا کیونکہ دہلی دارالخلافہ ہونیکی وجہ سے احتمال تھا کہ نئی دہلی کی تعمیر مین خدانخواستہ مزارات نیست و نابود نہو جائیں ۔ ان اصحاب کی خواہش تھی کہ مزارات کے موجودہ حالتون سے واقف کرنیکے لئے یہ کتاب جلد شایع ہونی چاہیئے تاکہ انکی حفاظت کی تدبیر کیجائے اور حسب موقع کیواڑ یا چار دیواری بنائی جاسکے اور مزارات پر کتبے لگادیے جائیں لہذا فی الحال بوجہ عجلت حصہ اول ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے دوسرا حصہ جو قریب تکمیل کے پہنچگیا ہے اور صرف چند بزرگون کے حالات وسنین وفات باقی ہین انشاءاللہ عنقریب بعد ترتیب و تکمیل شایع کیا جائیگا ۔

ہمنے بابا فریدالدین شکر گنج قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک سوانح عمری بھی زمانہ حال کی موافق مرتب کی ہے جسمین اُن کی زندگی کے تمام حالات ابتدا سے انتہا تک درج کئے ہین ۔ مگر یہ سوانح عمری جبتک کہ دو سو درخواستین نہ آجائین شایع نہین ہوسکتی ۔

محمد عالم شاہ فریدی عفر اللہ لہ

کتب خانہ
کلیہ جامعہ عثمانیہ